لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ٢٤ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, December 10, 1913.

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod Street.
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs. 8
Half-yearly „ „ 4 - 12.

الهلال

3

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٢٤ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۳
Calcutta: Wednesday, December 10, 1913.

فہرس

اخـــر الانـــبـــاء	۱
شذرات	۲
شئون عثمانیہ (مسئلہ شرقیہ)	۹
برید فرنگ (بلغراد بعد از جنگ)	۱۱
مطبوعات جدیدہ	۱۲
ادبیات (خلق عظیم)	۱۳
مذاکرۂ علمیہ (تراجم احوال)	۱۴
مراسلات (مسئلۂ مصر)	۲۰

تصـــاویـــر

دار الفنون قسطنطنیہ کے دو مرقعے	(صفحہ خاص)
ڈاکٹر رسل ویلس	۱۴

اخـــر الانبـــاء

جنـــوبی افـــریقـــہ

هندوستاني وفد کے جواب میں لارڈ کریو کي تقریر پر لندن پریس میں نقد و بحث شروع ہوگئي ہے - ڈیلي نیوز شاهنشاهي حکومت کي مداخلت پر زور دیتے ہوے لکھتا ہے کہ " تحقیقات پورے طور پر شاهنشاهي حکومت کي طرف سے ہوني چاهیے " کیونکہ اسکے نزدیک جنوبي افریقہ کي گوري آبادي کي راے کو نظر انداز کرنا نا ممکن ہے اور اسلیے ملکداري کا جو ممکن طریقہ باقي رہ گیا ہے ' وہ صرف دوستانہ تفہیم ہے !

آخر میں وہ تجویز کرتا ہے : " اس یقین کے ساتھہ کہ یونین گورنمنٹ اس مقامي اثر سے متاثر نہ ہوگي جس سے یہ تمام دشواریاں پیدا ہوئي ہیں ' اس مقدمہ کا فیصلہ خود یونین گورنمنٹ هي کے هاتھہ میں دیدیا جالے " !

ڈیلي میل لارڈ کریو کي تقریر کے تہدید و انذار کي تصویب و تائید کرتا ہے اور یونین گورنمنٹ سے امید کرتا ہے کہ وہ هندوستان میں انگریزوں کے پوزیشن کے لحاظ سے اس " غیر منصفانہ احساس کو دور کردیگي جو اسوقت وهاں پھیلا ہوا ہے "

ڈیلي گرافک سر مانچرجي بھاو نگري کے اس مطالبہ کو " نا قابل رد " سمجھتا ہے کہ هندوستانیوں کو بھي برطانی حقوق شہریت حاصل ہونا چاهییں - وہ مستعمرات کے استقلال داخلي کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ کسي حالت میں بھي " حدود سے خالي نہیں " - موجودہ مسئلہ کي اهمیت پر بحث کرتے ہوے وہ اسکو خود شاهنشاهي حکومت سے وابستہ بتاتا ہے اور آخر میں کہتا ہے :

" یونین گورنمنٹ کو آبادی کے ایک طبقہ کے تعصبات پر پوري شاهنشاهي کے فوائد و اغراض کي قرباني کرنا نہ چاهیے "

ڈیلي ٹیلیگراف کے نزدیک تصفیہ کے لیے یونین گورنمنٹ پر زور نہیں ڈالا جا سکتا کیونکہ یہ بالکل نا ممکن ہے کہ " ایک اجنبي قوم کے خلاف کسي قسم کا دباؤ استعمال کیا جاسکے " مگر کیا یہ صحیح ہے کہ جنوبي افریقہ کي گوري آبادي اجنبي قوم ہے ؟ کیا جنوبي افریقہ برطاني شاهنشاهي کا جزو نہیں ؟ اور بالفرض اگر یہ مان بھي لیا جاے تو کیا یہي اصول ہے جو عموماً ایشیائي اور خصوصاً اسلامي سلطنتوں کے مقابلہ میں ملحوظ رہا ہے اور آیندہ رهیگا ؟

اخبار مذکور اس امر پر بہت مسرور ہے کہ لارڈ کریو نے مجوزہ تحقیقات پر کافي زور دیا ہے اور اسے یقین کامل ہے کہ جنرل بوتها اور انکے رفقاء اس تحقیقات کي اهمیت پورے طور پر تسلیم کرینگے جو محض سرکاري نہ ہوگي -

جنوبي افریقہ کے متعلق کتاب ازرق (بلوبک) شایع ہوگئي ہے - اسمیں صرف پانچ ماہ یعني ۳ - جولائي سے لیکے ۲۹ - نومبر تک کے حالات درج ہیں - کتاب کا اصلي مایۂ خمیر یونین گورنمنٹ اور دفتر مستعمرات کي باهمي مراسلات ہیں ' مگر اسکے علاوہ اسمیں وہ طویل مراسلت بھي شامل کردي گئي ہے جو رئیس الاحرار مسٹر گاندهي اور وزیر داخلیہ مسٹر جارج میں ہوئي تھي اور جسمیں طمانیت بخش فیصلہ کي آخري کوشش کي گئي تھي - لیکن اس کتاب میں نہ تو حکومت هند اور وزیر هند کی باهمي مراسلات شامل ہیں اور نہ وہ تار جو لارڈ کریو کو غیر سرکاري طور پر موصول ہوے اور لارڈ کریو نے مسٹر هار کورٹ کو بھیجدیے تھے -

ان مراسلات میں ترمیم قانون ازدواج ' مسٹر فشر کا وعدہ ' اسکے ایفاء کے متعلق لارڈ گلیڈ سٹون کي توثیق و تاکید مع شرائط ' مقدمہ مسماۃ کلثوم بي بي ' وغیرہ و غیرہ مواضیع پر بحث کی ہے - مسٹر هار کورٹ نے اپنے خطوط میں جا بجا حکومت هند کي تشویش کا بھي ذکر کیا ہے - ایک خط میں لکھا ہے کہ هندوستاني صرف وزراء کے پختہ وعدہ پر اعتماد کر سکتے ہیں -

اگرچہ جنوبي افریقہ میں اسوقت یکسر ظلم و عدوان کي حکمراني ہے مگر با این همہ جو هندوستاني ابھي تک قید و بند کي گرفت سے آزاد ہیں ' وہ جرات خدا داد سے اپنے اسیر و محبوس برادران وطن کي همدردي و تائید میں برابر پر جوش جلسے کر رہے ہیں - نٹال انڈین اسوسي ایشن ۷ کم نومبر کو مسٹر گوکھلے کے نام تار دیتي ہے کہ یہاں پے در پے جلسے ہو رہے ہیں - ان جلسوں میں لیڈروں کے ساتھہ وفاداري کا اظہار ' تمام مظالم کي ایک ایسے کمیشن کے ذریعہ تحقیقات کا مطالبہ ' جسمیں هندوستان کي کافي نیابت ہو ' اور تین پونڈ ٹیکس کے قانون کي منسوخي پر اصرار کیا جا رہا ہے - اسي تاریخ کو جو هانسبرگ سے مسٹر رچ نے اطلاع دي ہے کہ یہاں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا ' جسمیں خاموش مقابلے کے ساتھہ کامل همدردي و معیت ' وائسراے هند کا شکریہ ' ارباب مقاومت کے مظالم کے خلاف اظہار ناراضي ' مسٹر گاندهي کے ساتھہ وفاداري ' انکے معاونین اور ان تمام عورتوں کے احترام کے اظہار ' جنہوں نے اس شریفانہ معرکہ میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لیا ہے ' آزادانہ تحقیقات کے مطالبہ ' اور هندوستانیوں کي امداد کے لیے شکریہ کے رزولیوشن پاس کیے گئے -

۵ - دسمبر کے تار میں بیان کیا گیا تھا کہ ڈربن کے قید خانوں میں هندوستاني یک شنبہ سے فاقہ کشي کر رہے ہیں - اسکي وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ کھانا نا قابل اکل ' کمل نا کافي ' اور کپڑے غبار آلود ہیں ' کھانا کافر پکاتے ہیں - ان شکایات کے انسداد کے متعلق قید خانے کے حکام سے ملاقات کي گئي تو انہوں نے وزیر داخلیہ کے پاس تار بھیجا - وزیر داخلیہ نے جواب میں کہا کہ جن لوگوں نے فاقہ کشي شروع کي ہے ' انہوں نے اپني مرضي سے کي ہے ' اور یہ حکم دیا کہ آئندہ تمام شکایات مجسٹریٹ سے کي جائیں !!

وزیر موصوف کي هدایت کے بموجب جنرل لوکس نے انجمن کو غذا وغیرہ کے انتظام سے روکدیا ہے اور تمام هندوستانیوں کو کار فرماؤں کے رحم پر چھوڑ دیا ہے - یہ اس سابق توثیق کے بالکل خلاف ہے جسمیں بیان کیا گیا تھا کہ قید کي سزاؤں سے حکومت کا مقصد صرف اسقدر ہے کہ وہ هڑتال کرنے والوں کو اطاعت پر مجبور کرے - مگر ۶ دسمبر کو مسٹر ویسٹ نے مسٹر گوکھلے کو ڈربن سے اطلاع دی ہے کہ حکومت نے جنرل لوکس کو هدایت کردي ہے کہ انجمن کے زیر نگراني پولیس کے ذریعہ تقسیم غذا کی اجازت دیدیں -

شذرات

بعض مسایل مهمه

شاید هي کوئي شے اسقدر میرے لیے تکلیف ده هے جسقدر الهلال کي قلت ضخامت اور ضیق ابواب و فصول - هر نیا هفته جب شروع هوتا هے تو امیدوں اور ولولوں سے لبریز دماغ لیکر آتا هوں که ابکي صحبت میں تو جي بهر کے باتیں کرینگے ' لیکن جب جاتا هوں تو وهي حسرت پیشین زبان پر هوتي هے که :

ابکے بهي دن بہار کے یونهيں گذر گئے !

کثرت افکار و تردات نه انتخاب کا موقع دیتے هیں ' نه فکر و مطالعه کا - نه حسن ترتیب کا خیال رهسکتا هے ' نه تقدیم و تاخیر مضامین کا - کئي آدمیوں کا کام ایک هي آدمي سے لیجیے کا تو اسکي معذوریاں سنني هي پڑینگي - ایسی حالت میں ضرورت هے که ایک میدان وسیع اسکے سپرد کردیا جاے - اور خواه ترتیب و انتخاب ' اور تقدیم و تاخیر مطالب میں کتنی هي آس سے مجبورانه غلطیاں سرزد هوجائیں ' تاهم وه کسی طرح مقید نه هو ' اور جو کچهه کهنا چاهتا هے ' کم و بیش کسي نه کسي موقعه پر کهه سناے -

کون هے جسے اپنا دماغ چیر کر دکهلاؤں که کیا اچهه لکهنا چاهتا هوں ' اور جو کچهه الهلال میں لکهتا هوں ' وه اسکے مقابله میں کتنا هے ؟ اور پهر کس سے کہوں که میرے پاس دماغ نہیں هے - ایک مدفن اموات هے ' جسمیں لفظ و معني کے احیاء و ارواح پیدا هوتي هیں اور سیر حیات کي راه مسدود دیکهکر اپنے مولد هي کو اپنا مدفن بهی بنا لیتي هیں ! کما قلت :

هر موج معاني که ز جیحون دلم خاست
تا ساحل لب آمده بر تافت عناں را

اگرچه اردو پریس میں تنوع و تعدد مطالب و مضامین کے اعتبار سے اسکي موجوده ضخامت بهي اتنـي هے جو هفته وار اخبارات ایک طرف ' ملک کے بهت سے ماهوار رسائل میں بهي مفقود هے ' اور علي الخصوص ایسي حالت میں که ایک هي شخص کو اس کارخانے کا هر کیل پرزه درست کرنا پڑتا هے ' بیجا نہیں ' اگر الهلال اپني هفته وار ضخامت پر نادم هونے کي جگه شادماں هو ' تا هم کیا کیجیے که اپني نظر نے جو معیار اور نمونے اپنے سامنے رکهے هیں ' اور دل کي آرزوؤں کي جو شورش هے ' اسکے لیے یه سب کچهه هیچ هے - یه سچ هے که توفیق الهي نے جو کچهه مرحمت فرمایا ' وه بهي اپني حیثیت سے کہیں ارفع و اعلی هے ' لیکن سوال یه هے که سائل کو جو کچهه ملے ' وه اس کے کچکول فقر هي کے لائق کیوں هو ؟ دست کرم کو تو اپنے جیب و دامن کي عزت پر نظر رکهني چاهیے :

وهبت علي مقدار کفي زماننا
و نفسی علي مقدار کفك بطلب

کئي هفتوں سے چاهتا هوں که چند اهم معاملات هیں ' مختصراً هي سهي ' مگر انکے متعلق چند تسلمات ضرور یه عرض کروں - هر هفتے خیال هوتا هے که لکهونگا ' لیکن جب آخري صفحات کي نوبت آتي هے تو گنجائش صاف جواب دیدیتي هے :

که ابتو کچهه نہیں باقي جناب شیشے میں !!

آج اراده کر لیا هے که اس هفتے مقالۂ افتتاحیه سرے سے لکها هي نه جاے اور اسکي جگهه صرف شذرات هوں - کم از کم چند ضروري معاملات تو بحث میں آجائیں گے -

طبعیتیں مختلف اور ذوق هر شخص کا الگ هے - ممکن هے که بعض احباب کرام کو مقالۂ افتتاحیه کا نهونا شاق گذرے - لیکن انکي خدمت میں عرض هے که جن صفحوں پر همیشه اپنے ایک سالم دل کي خونچکانیاں دیکهي هیں ' وهاں گاه گاه اسکے چهوٹے چهوٹے ٹکڑوں کو بهي بکهرا هوا دیکهه لیجیے کا تو کیا هوگا ؟ کبهي خندۂ زخم سے ارباب درد کا جي بهلتا هے تو کبهي دل صد پاره کے نالۂ شکستگي سے بهي :

لختے برد از دل ' گذرد هرکه ز پیشم
من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم !!

عشرۂ محرم الحرام (۱)

شمع ها برده ام از صدق بخاک شهدا
تا دل و دیدۂ خونبانه فشانم دادند

آئیے ' سب سے پہلے آج ایک بهولي هوئي صحبت ماتم کو پهر تازه کریں - کتنے دن گذر گئے که راه و رسم ماتم و شیون سے نا آشنا هیں - نه صداے ماتم کي فغاں سنجي هے اور نه چشم خونبار کي اشک افشاني - کار و بار غم کي رونق افسرده هو چلي هے اور روز بازار درد کي چهل پهل مدت سے موقوف هے :

نه داغ تازه مي خارد ' نه زخم کهنه مي کارد !
بده یا رب دلے کیں صورت بے جاں نمي خواهم !

طرابلس کے خون آلود ریگستان کو اگر لوگوں نے بهلا دیا ' مشهد مقدس اور تبریز کا قصۂ الم اگر ذهنوں سے محو هو گیا ' مقدونیا او و البانیا کے تازه ترین افسانه هاے خونین اگر فکروں سے فراموش هو گئے ' تو کچهه مضائقه نہیں - ارباب درد و غم کیلیے ایک ایسي داستان الم صدیوں سے موجود هے ' جو کبهي بهلائي نہیں جا سکتي ' اور اگر لوگ اسے بهلا بهي دیں تو بهي هر سال چند ایسے ماتم آلود دن تازگي زخم کهن کیلیے آ موجود هوتے هیں جو از سر نو ایک هزار ڈهائي سو برس پیشتر کے ایک حادثۂ عظیمه کي یاد پهر سے تازه کردیتے هیں !

ابکے کچهه ایسا اتفاق هوا هے که الهلال کي اشاعت ٹهیک عشرۂ محرم الحرام کے دن واقع هوئي هے - پس میرا اشاره حادثۂ هائلۂ کبری یعني شهادت حضرة سید الشهدا علیه و علی اجداده الصلوة و السلام کي طرف هے - عظم الله اجورنا بمصائبنا !

وقتست که در پیچ و خم نوحه سرائي
سوزد نفس نوحه گر از تلخ نوائي
وقتست که آں پردگیاں ' کز ره تعظیم
بر درگه شاں کرده فلک ناصیه سائي
از خیمۂ آتش زده عریاں بدر آیند
چوں شعله دخاں بر سر شاں کرده ردائي
جانها همه فرسودۂ تشویش اسیري
دلها همه خوں گشتۂ اندوه رهائي

(۱) یه نوٹ اگرچه اسقدر بڑهگیا هے که شذرات کي جگه الگ پورا افتتاحیه هے - تاهم چونکه بالکل سر سري طور پر لکها گیا هے اسلیے اسے الهلال کا لیڈنگ ارٹکل قرار نہیں دیتا که اسکے لیے اپے ذهن بعض خاص شرائط ٹهرا رکهے هیں -

تنہا ست حسین ابن علي در صف اعدا
اکبر تو کجا رفتي ز عباس کجائي ؟

سچ یه هے که جن مردہ دلوں کو زندگي کیلیے سوز و تپش کي ضرورت هو' جن ارباب درد کو روح کي راحت کیلیے جسم کے ماتم کي تلاش هو' جنکي زبانیں آہ و فغاں کو محبوب' اور جنکي آنکھیں خونبانه فشاني کو اپنا مطلوب و مقصود سمجھتي هوں' انکي صحبت ماتم و الم کي رونق کیلیے یہي افسانه اتنا کچھه سامان غم اپنے اندر رکھتا هے که اگر خون کے بڑے بڑے سیلاب سمندروں کي رواني سے بہه جائیں' اور بے شمار لاشوں کي تڑپ سے زمین کے بڑے بڑے قطعات یکسر جنبش میں آ جائیں' جب بھي انکي نداۓ حال اُس الهام سرائي سے قاصر رهیگي' جو اسکے ایک ایک لفظ کے اندر سے توصیه فرماے عبرت و بصیرة هے -

لیکن آہ ! کتنے دل هیں جنهوں نے اس واقعه کو اسکے حقیقي بصائر و معارف کے اندر دیکھا هے ؟ اور کتني آنکھیں هیں' جو حسین ابن علي شہید پر گریه و بکا کرتے هوے اُس اُسوۂ حسنه کو بھي سامنے رکھتے هیں' جو اس حادثۂ عظمی کے اندر موجود هے ؟

في الحقیقت یه حق و صداقت' آزادي و حریت' امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کي ایک عظیم الشان انساني قرباني تھي جو صرف اس لیے هوئي تاکه پیروان اسلام کیلیے ایک اُسوۂ حسنه پیش کرے' اور اس طرح جهاد حق و عدالة اور اُس کے ثبات و استقامت کي همیشه کیلیے ایک کامل ترین مثال قائم کردے - پس جو بے خبر هیں انکو رونا چاهیے - ان لم تبکوا فتبا کوا ! اور جو روتے هیں انکو صرف رونے هي پر اکتفا نه کرنا چاهیے - انکے سامنے سید الشهدا نے اپني قرباني کا ایک اسوۂ حسنه پیش کردیا هے' اور کسي روح کیلیے هرگز جائز نہیں که محبت حسین کي مدعي هو' جب تک که اُسوۂ حسیني کي متابعت کا اپنے اعمال کے اندر سے ثبوت نه دے -

ضرورت تھي که ایک مبسوط مقاله افتتاحیه " اسوۂ حضرة سید الشهدا " کے عنوان سے کئي نمبروں میں لکھا جاتا اور نہایت تفصیل کے ساتھه اس حادثه هائلۂ شهادت پر نظر ڈالي جاتي - سب سے پہلے اسکي تاریخي حیثیت نمایاں کي جاتي اور اسکے بعد اُن تمام مواعظ و نتائج عظیمه کو ایک ایک کرکے بیان کیا جاتا جو اس ذبح عظیم کے اندر پوشیدہ هیں' اور جنکي لسان حیات آج بھي اسي طرح صدا دے رهي هے' جس طرح کنار فرات کي ریتلي سر زمین پر ابسے بارہ سو برس پہلے زخم و خون کے اندر سے وعظ فرماے حقیقت و صداقت تھي !!

دنیا میں هر چیز مر جاتي هے که فاني هے - مگر خون شهادت کے اُن قطروں کے لیے جو اپنے اندر حیات الهیه کي روح رکھتے هیں' کبھي بھي فنا نہیں :

کشتگان خنجر تسلیم را
هر زماں از غیب جانے دیگرست

لیکن افسوس که شرح و بسط کیلیے اس وقت مستعد نہیں - صرف چند مجمل اشارات پر اکتفا کرونگا :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

(۱) سب سے پہلا نمونه جو یه حادثۂ عظیمه همارے سامنے پیش کرتا هے' دعوۃ الی الحق' اور حق و حریت کي راہ میں اپنے تئیں قربان کرنا هے -

بني امیه کي حکومت ایک غیر شرعي حکومت تھي - کوئي حکومت جسکي بنیاد جبر و شخصیت پر هو' کبھي بھي اسلامي حکومت نہیں هوسکتي - انهوں نے اسلام کي روح حریت و جمهوریت کو غارت کیا' اور مشورۂ و اجماع امة کي جگه محض غلبۂ جابرانه اور مکر و خدع پر اپني شخصي حکومت کي بنیاد رکھي - انکا نظام حکومت شریعة الهیه نه تھا' بلکه محض اغراض نفسانیه و مقاصد سیاسیه' ایسي حالت میں ضرور تھا که ظلم و جبر کے مقابله کي ایک مثال قائم کي جاتي اور حق و حریت کي راہ میں جهاد کیا جاتا -

حضرة سید الشهدا نے اپني قرباني کي مثال قائم کرکے مظالم بني امیه کے خلاف جهاد حق کي بنیاد رکھي' اور جس حکومت کي بنیاد ظلم و جبر پر تھي' اسکي اطاعت و وفاداري سے انکار کردیا -

پس یه نمونه تعلیم کرتا هے که هر ظالمانه و جابرانه حکومت کا علانیه مقابله کرو اور کسي ایسي حکومت سے اطاعت و وفاداري کي بیعت نه کرو جو خدا کي بخشي هوئي انساني حریت و حقوق کي غارتگر هو' اور جسکے احکام مستبدہ و جائرہ کي بنیاد صداقت و عدالة کي جگه جبر و ظلم پر هو -

(۲) مقابله کیلیے یه ضرور نہیں که تمهارے پاس قوت وشوکت مادي کا وہ تمام ساز و سامان بھي موجود هو جو ظالموں کے پاس هے - کیونکه حسین ابن علي کے ساتھه چند ضعفاء و مساکین کي جمیعت قلیله کے سوا اور کچھه نه تھا - حق و صداقت کي راہ نتائج کے فکر سے بے پروا هے - نتائج کا مرتب کرنا تمهارا کام نہیں - یه اُس قوة قاهرۂ عادلۂ الهیه کا کام هے' جو حق کو باوجود ضعف و فقدان انصار کے کامیاب و فتح مند کرتي' اور ظلم کو باوجود جمیعة و عظمت دنیوي کے نا مراد و نگونسار کرتي هے : وکم من فئة قلیلة' غلبت فئة کثیرة باذن الله -

ایسے موقعوں پر همیشه مصلحت اندیشیوں کا خیال دامنگیر هوتا هے جو في نفسه اگرچه عقل و دانائي کا ایک فرشته هے' لیکن کبھي کبھي شیطان رجیم بھي اسکے بھیس میں آکر کام کرنے لگتا هے - نفس خادع حیله طراشیاں کرتا هے که صرف اپنے تئیں کٹوادینے اور چند انسانوں کا خون بہا دینے سے کیا حاصل ؟ توپ و تفنگ اور تخت و سلطنت کا مقابله کس نے کیا هے که هم کریں؟

آخري سوال کا جواب میں دیسکتا هوں - تاریخ عالم کي صدها امثال مقدسۂ و محترمۂ جهاد سے قطع نظر' تمهارے سامنے خود مظلوم کربلا کي مثال موجود هے - تم کہتے هو که چند انسانوں نے حکومتوں کي قوتوں اور ساز و سامان کا مقابله کب کیا هے که کبھي بھي کیا جاے ؟ میں کہتا هوں که حسین ابن علي نے صرف بہتر یا باسٹھه بھوکے پیاسے انسانوں کے ساتھه اُس عظیم الشان حکومت قاهر و جابر کا مقابله کیا' جسکے حدود سلطنت ملتان اور سرحد فرانس تک پھیلنے والے تھے - اور گو یه سچ هے که اُس نے اپني آنکھوں کے سامنے اپنے دل کے ٹکڑوں کو بھوک اور پیاس کي شدت سے تڑپتے دیکھا' اور پھر ایک ایک کرکے آپ میں سے هر وجود مقدس خاک و خون میں تڑپا اور جاں بحق تسلیم هوا' اور یه بھي سچ هے که وہ دشمنوں سے نه تو پینے کیلیے پاني چھین سکا' اور نه زندہ رهنے کیلیے اپني غذا حاصل کرسکا' اور اسمیں بھي شک نہیں که بالاخر سر سے لیکر پیر تک وہ زخموں سے چور هوا' اور اس خلعت شهادت لاله گوں سے آراسته هوکر طیار هوا' تا اُس کرشمه ساز عجائب کے حریم وصال میں پہنچے' جو دوستوں کو خاک و خون میں تڑپاتا اور دشمنوں کو مهلت دیتا هے :

ارید وصاله' و یرید قتلي !

تاهم فتح اُسکي تھي' اور فیروز مندي و کامراني کا تاج صرف اسي کے زخم خوردہ سر پر رکھا جا چکا تھا - وہ تڑپا اور خاک و خون

میں لوٹا ' پر اپنے اس خون کے ایک ایک قطرہ سے جو عالم اضطراب میں اسکے زخموں سے ریگ و سنگ پر بہتا تھا ' انقلاب و تغیرات کے وہ سیلاب ہاے آتشین پیدا کر دیے ' جنکو نہ تو مسلم بن عقبہ کي خون آشامي روک سکي ' نہ حجاج کي بے امان خونخواري ' اور نہ عبد الملک کي تدبیر و سیاست - وہ بڑھتے اور بھڑکتے ھي رہے - ظلم و جبر کا پاني تیل بنکر انکے شعلوں کي پرورش کرتا رہا ' اور حکومت و تسلط کا غرور ھوا بنکر انکي ایک ایک چنگاري کو آتشکدہ سوزاں بناتا رہا - یہاں تک کہ آخري وقت آگیا ' اور جو کچھہ سنہ ۶۶ - میں کربلا کے اندر ھوا تھا ' وہ سب کچھہ سنہ ۱۳۲ میں نہ صرف دمشق ' بلکہ تمام عالم اسلامي کے اندر ھوا - صاحبان تاج و تخت خاک و خون میں تڑپے ' انکي لاشیں گھوڑوں کے سموں سے پامال کي گئیں ' فتح مندوں نے قبریں تک اکھاڑ ڈالیں ' اور مردوں کي ھڈیوں تک کو ذلت و حقارت سے محفوظ نہ چھوڑا - اور اسطرح : فسیعلم الذین ظلموا ' اي منقلب ینقلبون ! کا پورا پورا ظہور ھوا !!

پھر کیا یہ سب کچھہ جو ھوا ' وہ محض ابراھیم عباسي کي دعوت اور ابو مسلم خرا ساني کي خفیہ ریشہ دوانیوں ھي کا نتیجہ تھا ؟ کیا یہ اسي خون کا اعجاز نہ تھا جو فرات کے کنارے بہایا گیا تھا ؟ پھر یہ فتح مندي تو بہ حسب ظاھر ہے جسکے نتائج کیلیے ایک صدي کا انتظار کرنا پڑا ' ورنہ في الحقیقت مظلومیت کا خون جس وقت بہتا ہے ' اسي وقت اپني معنوي فتح مندي حاصل کر لیتا ہے -

(۳) بہر حال یہ تو حق و صداقت کي قربانیوں کے نتائج ھیں جو کبھي ظاھر ھوے بغیر نہیں رہتے ' لیکن حضرۃ سید الشھدا کا اسوۂ حسنہ بتلا تا ہے کہ تم ان نتائج کي ذرا بھي پروا نہ کرو - اگر ظلم اور جابرانہ حکومت کا وجود ہے ' تو اسکے لیے حق کي قرباني ناگزیر ہے اور اسے ھونا ھي چاھیے - تعداد کي قلت و کثرت یا سامان و وسائل کا فقدان اسپر موثر نہیں ھو سکتا - اور ظلم کا صاحب شوکت و عظمت ھونا اسکے لیے کوئي الہي سند نہیں ہے کہ اسکي اطاعت ھي کر لي جاے - ظلم خواہ ضعیف ھو خواہ قوي ' ھر حال میں اسکا مقابلہ کرنا چاھیے کیونکہ وہ ظلم ہے ' اور حق اور صداقت ھر حال میں یکساں اور غیر متزلزل ہے -

(۴) حق و عدالۃ کي رفاقت کي آزمائشیں زھرہ گداز اور شکیب ربا ھیں - قدم قدم پر حفظ جان و نا موس اور محبت فرزند و عیال کے کانٹے دامن کھینچتے ھیں - لیکن یہ اسوۂ حسنہ مومنین مخلصین کو درس دیتا ہے کہ اس راہ میں قدم رکھنے سے پہلے اپني طلب و ھمت کو اچھي طرح آزما لیں - نہ کہ چند قدموں کے بعد ھي ٹھوکر لگے :

جرم را ایں جا عقوبت ھست و استغفار نیست !

اس قتیل جادۂ حق و صداقت کے چاروں طرف جو کچھہ تھا ' اسکا اعادہ ضروري نہیں کہ سب کو معلوم ہے - خدا تعالے نے اپني آزمایشوں کے متعدد درجے بیان کیے ھیں :

ولنبلونکم بشی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات ' و بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ ' قالوا : انا للہ و انا الیہ راجعون (۲ : ۱۵۲)

اللہ تعالی تمہیں آزمایشوں میں ڈالیگا - وہ حالت خوف و ھراس ' بھوکھہ اور پیاس ' نقصان مال و جان اور ھلاکت اولاد و اقارب میں مبتلا کرکے ' تمھارے صبر و استقامت کو آزمایگا ' پس اللہ کي طرف سے بشارت ہے انکے لیے ' جنکے ثبات و استقامت کا یہ حال ہے کہ جب مصائب میں مبتلا ھوتے ھیں تو اپنے تمام معاملات کو یہ کہکر اللہ کے سپرد کر دیتے ھیں کہ : انا للہ و انا الیہ راجعون "

خوف و ھراس ' بھوک اور پیاس ' نقصان اموال و متاع ' قتل نفس و اولاد ؛ یہي چیزیں انسان کیلیے اس دنیا میں انتہائي مصیبتیں ھو سکتي ھیں ' اسلیے انھي چیزوں کو راہ الہي کیلیے آزمایش قرار دیا گیا -

لیکن مظلوم کربلا کے سامنے یہ تمام مرحلے ایک ایک کرکے موجود تھے - وہ ان تمام مصائب سے ایک لمحہ کے اندر نجات پاکر آرام و راحت اور شوکت و عظمت حاصل کر سکتا تھا اگر حکومۃ ظالمہ کي وفا داري و اطاعت کا عہد کرلیتا ' اور حق و صداقت سے رو گرداني کیلیے مصلحت وقت کي تاویل پر عمل کرتا ' پر اس نے خدا کي مرضي کو اپنے نفس کي مرضي پر ترجیح دي ' اور حق کا عشق ' زندگي اور زندگي کي محبتوں پر غالب آگیا - اس نے اپنا سر دیدیا کہ انسان کے پاس حق کیلیے یہي ایک آخري متاع ہے ' پر اطاعت و اقرار وفا داري کا ھاتھہ ندیا جو صرف حق و عدالۃ ھي کے آگے بڑھسکتا تھا : و من الناس من یشري نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ' واللہ روف بالعباد -

(۶) سب سے بڑا اسوۂ حسنہ کہ اس حادثۂ عظیمہ کي لسان حال اسکي ترجماني کرتي ہے ' راہ مصائب و جہاد حق میں صبر و استقامت اور عزم و ثبات ہے کہ : ان الذین قالوا ربنا اللہ ' ثم استقاموا - دوسري جگہہ کہا : فا ستقم کما امرت ! و للہ در ما قال :

روے کشادہ باید و پیشاني فراخ
آں جا کہ لطمہ ھاے ید اللہ مي زنند

في الحقیقت اس شہادۃ عظیمہ کي سب سے بڑي مزیت و خصوصیت یہ ہے کہ اپنے تمام عزیز و اقارب ' اھل و عیال ' اور فرزند و احباب کے ساتھہ دشت غربت و مصائب میں محصور اعدا ھونا ' اپني آنکھوں کے سامنے اپنے جگر گوشوں کو شدت عطش و جوع سے آہ و فغان کرتے ھوے دیکھنا ' پھر ان میں سے ایک ایک کي خون آلود لاش کو اپنے ھاتھوں سے اٹھانا ' حتي کہ اپنے طفل شیر خوار کو بھي تیر ظلم و بربریت سے نخچیر پانا ' مگر با ایں ھمہ راہ عشق صداقت میں جو پیمان صبر و استقامت باندھا تھا ' اسکا ایک لمحہ بلکہ ایک عشر دقیقہ کیلیے بھي متزلزل نہونا ' اور حق کي راہ میں جسقدر مصائب و اندوہ پیش آئیں ' سب کو شکر و منت کے ساتھہ برداشت کرنا کہ : رضینا بقضاء اللہ و صبرنا علي بلالہ :

پیکان ترا بجان خریدار   من مرھم دیگران نخواھم

دوست کے ھاتھہ سے جام زھر بھي ملتا ہے تو تشنہ کامان زلال محبت اسے غیروں کے جام شہد و شکر پر ترجیح دیتے ھیں :

اے جفا ھاے تو خوشتر ز وفاے نگراں !

آج بھي اگر گوش حقیقت نیوش باز ھو تو خاک کربلا کا ایک ایک ذرہ توصیہ فرماے صبر و استقامت ہے :

شدیم خاک و لیکن ببوے تربت ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمي خیزد !

افسوس کہ تفصیل مطالب کا ارادہ نہیں اور وقت و گنجائش مقتضي اجمال و ایجاز - اگر اس صبر و استقامت کے اسوۂ حسنہ کو دیکھنا چاھتے ھو تو خدا را اسفار تاریخ کي طرف توجہ کرو - صرف ایک روایت یہاں لکھونگا ' تا کہ جو لوگ خاندان نبوت اور عترۃ حضرت رسالت کي محبت کا دعوا رکھتے ھیں ' وہ غور کریں کہ ادعاء محبت بغیر متابعت بیکار ہے :

ان المحب لمن یحب یطیع

حضرت امام علي بن الحسین الشهیر به زین العابدین کہتے هیں :

" اني لجالس في العشیة التي قتل ابي الحسین في صبیحتها و عمتي زینب تمرضني اذ دخل ابي و هو یقول :

یا دهــر اف لــك مــن خلیــل
کــم لك في الا شــراق و الا صیــل
من طــالب و صــاحب قتیــل
و الـد هــر لا یقنــع با لبــد یــل
و انمــا الا مــر الی الجلیــل
وکــل حی ســالــك السبیــل

ففهمت ما قال ' و عـرفت ما اراد ' و خنقتـني عبـرتی' و رددت دمعی' و عرفت ان البلاء قد نزل بنا - و اما عمتی زینب' فانـها لما سمعت ما سمعت و النساء من شا نهن الرقة و الجزع' فلم تملك ان و ثبت تجر ثو بها حاسرة وهي تقول و اثـكلاه ! لیت الموت اعدمنی الحیاة' الیوم ما تت فاطمة و علیٌ و الحسن بن علی اخی' فنظر الیها فردد غصته ثم قال : یا اختی ! اتقي اللـه ! فان الموت نازل لا محاله - فلطمت وجهها ' و شـقت جیبها ' وخرت مغشیاً علیهـا ' و صاحت وا ویلاه ! و اثـکلاه ! ! فتقدم الـیها فصب علی وجهها الماء' و قال لها یا اختاه ! تعزي بعزاء الله' فان لی و لکل مسلم اسوة برسول الله صلی الله علیه و سلم " (تاریخ یعقوبی مطبوعه لیڈن - جلد دوم صفحه - ۲۹۰ -)

اسکا خلاصه یه ھے که حضرة امام علي بن حسین زین العابدین علیه السلام کہتے هیں :

" جس رات کي صبح کو میدان شہادت گرم هونے والا تھا ' عین اسي شب کا واقعه ھے که میں بیمار پڑا تھا - میري پھپي زینب میري تیمار داري میں مصروف تھیں - اتنے میں حضرة امام حسین داخل هوے - وہ چند اشعار پڑھ رہے تھے جنھیں سنکر میں سمجھه گیا که انکا اراده کیا ھے ؟ میري آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاري هوگئے اور مجھے یقین هوگیا که هم پر ابتلاء الهي نازل هوگئي ھے اور اب اُس سے چارہ نہیں -

مگــر حضرة زینب ضبط نه کرسکیں کیونکه قدرتي طور پر عورتیں زیاده رقیق القلب هوتي هیں - وہ ماتم کناں چلا اٹھیں که وا حسرتا وا مصیبتا ! الیوم ماتت فاطمة و علي و الحسن بن علي !

لیکن جب حضرة حسین نے یه حالت دیکھي تو انکي جانب متوجه هوے او رکہا که اے بہن ! یه کیا بے صبري اور کیسا جزع و فزع ھے ؟ الله سے ڈر که موت یقیناً ایک آنے والي چیز ھے اور اس سے کوئي بچ نہیں سکتا -

لیکن حضرة زینب شـدة غم و حزن سے مضطر تھیں - وہ دیکھه رهي تھیں که آنے والي صبح کن واقعات خونین کے ساتھه طلوع هوگي - فرط غم میں انھوں نے اپنا چہرہ پیٹ لیا ' گریباں پھاڑ ڈالا اور وا ویـلا ! وا حسرتا ! پکارتي هوئي بے هوش اپنے بھائي پر گر پڑیں حضرة حسین نے یه حالت دیکھکر انکے منه پر پاني ڈالا اور جب هوش میں آئیں تو فرمایا : اے بہن ! یه کیسا غم و حزن ھے جو تم کررهي هو؟ تمھیں چاهیے که الله کے حکم و فرمان کے مطابق جو طریق عزا و حزن و غم ھے ' اُسے اختیار کرو ' کیونکه میرے لیے اور هر ایک مسلم کیلیے رسول الله صلي الله علیه وسلم کي زندگي اور انکے اعمال و افعال میں اتباع اور پیروي کیلیے بہترین نمونه ھے ! ! "

الله اکبر ! خاندان نبوت کے اس مرتبۂ رفیع اور اس درجۂ عظیم کو دیکھیے که رسول الله صلی الله علیه وسلم کا اُسوۂ احسنه کس طرح انکے سامنے تھا' اور " لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة " کے حکم کے آگے کس طرح انھوں نے اپنے جذبات اور خواهشوں کو قربان کردیا تھا؟ ایسے سخت اور زهره گداز موقعه پر بھي اپني بہن کا جزع و فزع اُنھیں گوارا نہوا ' اور بجاے عام الفاظ صبر و تشفي دینے کے فرمایا تو یه فرمایا که " فان لی و لکـل مسلم اسوة في رسول الله صلی الله علیه و سلم " ! !

پھر آج کتنے مدعیان محبت اهل بیت کرام هیں' جو اس اسوۂ حسنه کے اتباع کا اپنے اعمال سے ثبوت دیسکتے هیں ؟

انـڈین نیشنـل کانگریس (کراچي)

یادش بخیر' مسلمانوں کا ایک سیاسي دور چند سال پیشتر تک تھا جو گذر چکا ھے :

خواب خوش بودم و از یاد حریفاں رفتم

کہتے هیں که اس گذشته عهد میں ایک خونخوار عفریت کسي آبادي کے عین وسط میں رهتا تھا جسکا نام " مسلمانوں کي مسلمه قومي پالیسي " تھا - اسکي طاقت عجیب اور اسکا خونخوارانه حمله بے امان تھا - خواه انسان کہیں هو اور کسي فکر میں ' لیکن اسکے هاتھه سے محفوظ نه تھا - تمام ملک اسکے دست تظلم سے عاجز آگیا تھا اور اس شیطان لعین کے حملوں سے پناہ مانگتا تھا - چنانچه بالاخر خدا نے دعاؤں کو سنا اور اپنے بعض بندوں کو بھیجدیا جنھوں نے روایات یہود کے بلعم باعور کي طرح اس عفریت سیاہ کو ایک هي وار میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا : فانظر کیف کان عاقبة الظالمین ؟ (۲۸ : ۴۱)

اذا جاء موسی و القی العصا
فقد بطل السحر و الساحـر !

جسطرح پراني روایتیں جاڑے کي بڑي بڑي راتوں میں بیٹھکر لوگ سنا کرتے هیں' اسي طرح اُس دور گذشته کے قصص و حکایات بھي عنقریب قصۂ پیشین بنکر زبانوں پر هونگے -

پس جو عهد گذر چکا ' اب اسکا تذکرہ فضول ھے - مسلمانوں کي " مسلمه قومي پالیسي " اگر کوئي تھي بھي تو اب اسکا عفریت مرچکا ھے اور خدا نے چاھا تو وہ اپني سوگوار ذریت کي خاطر اب پھر واپس نه آئیگا -

وہ زمانه گیا جب انڈین نیشنل کانگریس کي شرکت کے تصور سے مسلمان کانپ اٹھتے تھے اور ڈرتے تھے که کہیں علي گڈہ کي برادري حقه پاني بند نه کر دے ' اور " قومي اصطلاحات " کي فرهنگ میں کسي مسلمان کیلیے سب سے بڑي گالي یہ تھي که اُسے " کانگریسي " کہدیا جاے - لیکن وہ کلمۂ " حق " جو حسین ابن منصور کي زبان سے نکلا تھا ' خود علي گڈہ کي در و دیوار سے اثبات وجود کر رها ھے :

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانه را

اب مسلمان کانگریس میں شریک هوں یا نہوں ' مگر ملک کي ایک هي سچي اور صادق العمل جماعت نے اپني استقامت اور راست بازي سے انکي ضد اور هٹ پر فتح تو ضرور پا لي ھے ' اور " مسلمه قومي پالیسي " کے سوگوار گو اب شرم و حیا سے اپني ضلالت چهل ساله کا علانیه اقرار نه کریں' لیکن انکے دل اور ضمیر کا جو کچھه انکے ساتھه سلوک هوگا ' اُسے کوئي انهیں سے پوچھے تو معلوم هو - جن لوگوں نے ضمیر کي ملامت کے عذاب الیم کا مزہ نہیں چکھا ھے' وہ اُن گرفتاران عـذاب قلبي کي مصیبتوں کو کیا جانیں ؟

دوا گران نخوردہ گزند را چه خبر؟

اگرچه بعض ایسے استقامت فرمایان راہ ضلالت اب بھي موجود

هيں جو کانگريس کي شرکت کو مسلمانوں کيليے مضر بتلانے سے نہيں شرمائے ' اور " مسلمه قومي پاليسي " آنجہاني کا ذکر خير بهي گاه گاه چهيڑ ديا کرتے هيں ' تاهم مجهے يقين هے که سلطان وقت کے فرمان کے آگے يه تمام مذبوحي مساعي بيکار هيں ' کيونکه جو حق تها وه ظاهر هو گيا ' اور جو باطـــل تها اُسے اپني جگه خالي کرني پڑي : ان الباطل کان زهوقا -

خود نتائج هي نے فيصله کر ديا که جو لوگ قوم کو ملک کے پاليٹکس سے علحده رکهنا چاهتے تهے ' اور غـلامي کا بيج بو کر اسکے نتائج کے منتظر تهے ' با وجود کامل ايک قرن کي نـگهداشت کے جو خود انهوں نے کي ' اور با وجود اُس ساحرانـه آبياشي کے جو قوة ابليسيه انکے پس پشت سے آکر کرتي رهي ' بالا سر ناکام و نامراد هوے اور غلامي کا " شجرة الزقوم " گو برگ و بار لايا ' پر کاميابي کا پهل اُسے نصيب نه هوا : اولئـک حـزب الشيـطان ' الا ان حـزب الشيـطان هم الخاسـرون (۱۸ : ۵۸)

مجهے پورا يقين هے که اگر امسال کانگريس کا جلسه کراچي کي جگه شمالي هند کے کسي شهر ميں هوتا تو نهايت کثرت سے مسلمان شريک هوتے : و لو کره المنافـقون المفسدون الدجالون - ليکن افسوس که کراچي اِن اطراف سے بهت دور هے اور ابهي ملکي سياست سے پوري طرح دلچسپي لينے کيليے مسلمانوں کا مذاق ايک دو سال اور طلب کرتا هے -

مدتوں تک جو بيڑياں پانوں ميں رهي هيں ' وه اب کهل کر گر گئي هيں ' مگر اسکو کيا کيجيے که بيڑياں بهت بوجهل تهيں - خود انسے تو نجات ملگئي مگر انکے اثر سے هنوز نجات نهيں ملي هے - پانوں اسطرح سوجهه گئے هيں که ايک زمانه تـک بغير کسي بند کے بهي بند هے رهيں گے !

کانفـــرنس (اگـره)

محمڈن ايجوکيشنل کانفرنس علي گڈه کا جلسه آگره ميں هے -

افسـوس که مجهے مهلت نه ملي ورنه کانفرنس کے متعلق بعض ضروري امور تهے جنکو ايک دو ماه پيشتر لکهکر صاحبزاده صاحب کے پاس بهيجنا چاهتا تها - يه مسلمانوں کا تمام ملک ميں ايک هي عظيم الشان مجمع هے جو هر سال منعقد هوتا هے ' اور ظلم هے اگر اسکو مفيد تر بنانے اور اس اجتماع سے حقيقي علمي و تعليمي فوائد حاصل کرنے کي کوشش نه کي جاے -

ميں اس وقت بالکل پسند نه کرونگا که علي گڈه کانفرنس کي تاسيس و تشکيل کي تاريخ کا تجسس کروں - نه ميں اسکي ضرورت سمجهتا هوں که لوگوں کو ياد دلاؤں که سيد صاحب مرحوم نے کانفـرنس صرف اس خيـال سے قائم کي تهي ' تا که انڈين نيشنل کانگريس کے مقابلے ميں ايک ايسا مجمع مهيا کر ديا جاے جو انهي تاريخوں ميں منعقد هو ' جن تاريخوں ميں کانگريس کا اجلاس منعقد هوتا هے ' اور اس طرح مسلمانوں کو کانگريس کي شرکت سے روکا جاے !

آپ آے تهے مگر کوئي عذر گير بهي تها !

يه لا حاصل هے - مقصد تاسيس کچهه هو ' بهر حال يه مسلمانوں کا اولين تعليمي مجمع ثابت هوا - کيونکه جهاں تـک مجهے معلوم هے ' کانفرنس سے پہلے مجلس مذاکرا علميه کلکته کے سوا (جس ميں سيد صاحب مرحوم نے فارسي لکهکر ديا تها اور جو اب سنٹرل محمڈن ايسو سي ايشن کلکته کے نام سے محض اسماً باقي هے) تمام ملک ميں کوئي مجلس موجود نه تهي - وه بهي محض مقامي تهي اور حکومت کے بعض اغراض سياسيه کيليے ايک آلهٔ کار بن کر رهگئي تهي -

سيد صاحب کے زمانے هي ميں اسکي دلچسپياں بہت بڑهگئيں - ابتدائي ايک دو جلسوں کے سوا ' بالعموم جلسے شاندار هوے ' اور رفته رفته قومي خطابت کا يه ايک ايسا اسٹيج بن گيا ' جہاں تک پہنچنے اور تقرير کرنے کي لوگوں کو خواهش هونے لگي - اُسکے ساتهه هي علي گڈه کي تحريک کي اشاعت اور فراهمي مال اعانت ميں بهي اس سے مدد ملنے لگي - رزوليوشن کا مشغله ابهي پوري طرح شروع نهيں هوا تها -

اگر آج يه سوال کيا جاے که کانفرنس کے وجود سے قوم کو کسقدر فوائد حاصل هوے اور کس قدر نقصان ؟ تو ميں اسکا جواب دينا پسند کرونگا - کانفرنس سے ايک اشد شديد نقصان تو يه پہنچا که اسکا وجود بهي منجمله اُن موانع کے تها ' جنکے ذريعه مسلمانوں کو سياست کے درس و ذوق سے روکا جاتا تها اور پاليٹکس باغ عدن کا شجر ممنوعه بن گيا تها که : لا تقربا هذه الشجرة فتـکونا من الظالمين (۲ : ۳۳)

در حقيقت اس سعي نے مسلمانوں کو اس درجه سخت نقصان پہنچايا هے که نهيں معلوم اسکي تلافي کبهي بهي هو سکيگي يا نهيں - اور ميں ايک لمحه کيليے بهي آجکل کے اُن مدعيان حريت کا سا نفاق جائز نهيں رکهه سکتا ' جو ايک طرف تو بتکدے سے بهي رسم و راه رکهنا چاهتے هيں اور دوسري طرف راه حرم ميں بهي دوڑتے هيں ' اور پهر يه تاويل کرکے اپنے جي کو خوش کر ليتے هيں که جس وقت مسلمانوں کو پوليٹکل اعمال سے روکا گيا تها ' اُسوقت کيليے ايسا هي موزوں تها - يعني جو کچهه هم نے پہلے کيا وه بهي ٹهيک تها - اور جو کچهه اب کر رهے هيں يه بهي ٹهيک هے - دونوں راهوں ميں سے ايک راه کے اختيار کرنے کي ضرورت نهيں : مذبذب بين ذلک ' لا الى هؤلاء و لا الى هؤلاء !

يه تو اسکا " عيب " تها :

عيب مي جمله بگفتي هنرش نيز بگو !

" هنر " کا يه حال هے نه علاوه اُن ضمني فوائد کے جو کسي ايسے سالانه اجتماع سے اتحاد و ملاقات ' و مبادله خيالات ' و جلب روابط کي صورت ميں حاصل هوتے هيں ' ايک بڑا فائده خطبات علميه کا بهي تها ' جو گو زياده اهم و وسيع صورت حاصل نه کر سکا ' تاهم اردو ادبيات ميں کئي مفيد و نافع چيزونکا اسکي بدولت اضافه هوگيا - نواب محسن الملک کے دو ليکچر مسلمانوں کي تهذيب پر گو محققانه نهيں هيں اور زياده تر سرسري تراجم و اقتباسات کا مجموعه هيں ' تاهم مفيد و دلچسپ هيں - مولوي سيد علي بلگرامي کا ليکچر کليله دمنه کي تاريخ پر بهت مفيد هے - مولانا شبلي نعماني کے متعدد اهم رسائل کانفرنس هي کي تقريب سے لکهے گئے - مولانا حالي کي کئي موثر نظميں اسي کے جلسوں ميں سنائي گئيں -

تاريخ علوم کا يه ايک اهم مسئله هے که مسلمانوں نے اپنے عهد علمي ميں صرف يهي کيا که قدما کے علوم عربي زبان ميں منتقل کر ليے ' يا اسپر کچهه اضافه بهي کيا ؟ علي الخصوص فلسفه ميں (بقول بعض بے خبر مستشرقين فرنگ کے) وه صرف " ارسطو کي گاڑي کے قلي " هي تهے يا انهوں نے ارسطو سے الگ هو کر خود بهي اپني حکميات کا کوئي دور شروع کيا تها ؟

اله آباد کانفرنس ميں مولانا شبلي نے ايک تقرير کي تهي اور چاها تها که کانفرنس هي کے سلسلے ميں اس موضوع پر ايک ذخيرا مباحث مرتب کيا جاے -

غرضکہ کانفرنس اپنے پہلے دور میں ایک حد تک علمي مذاکرات کي دلچسپیاں رکھتی تھي اور ایک ایسي صحبت تھي جو صرف اجتماع محض ' یا رزولیوشنوں کے گھڑنے کا کوئي آلہ هي نہ تھا -

سید صاحب کے بعد ایک نیا دور شروع هوا - زمانہ بہت آگے نکل گیا تھا ' اور تعلیم یافتہ جماعت بھي اُس وقت سے دوگني چوگني هوگئي جو کانفرنس کے آغاز عہد میں تھي - اسکا نتیجہ یہ هونا تھا کہ کانفرنس ایک علمي مجلس هونے کے لحاظ سے بھي ترقي کرتي ' لیکن افسوس کہ روز بروز اسکے اجلاس بے مزہ هوتے گئے - چند پرانے لوگ جو بولنے والے تھے ' وہ کب تک کام دیتے ؟ نئي جماعت کوئي پیدا نہ هوئي - کہا گیا کہ تقریریں وغیرہ بالکل فضول هیں - اب عملي کام هونا چاهیے - اصل شے مسئلۂ تعلیم ہے - عملي کام تو جو کچھہ هونا تھا هوچکا ' نتیجہ یہ نکلا کہ کانفرنس کے جلسے محض رزولیوشنوں کي مصنوعي جنگ کا ایک تماشا گاہ بنگئے ' یا علي گڈہ کالج کیلیے وسیلۂ جمع مال -

اصل یہ ہے کہ خدا انسانوں کي فطرہ کو آپکي خاطر بدل نہیں سکتا - دو هي چیزیں هیں جو قوموں اور جماعتوں کیلیے اپنے اندر کشش رکھتي هیں : مذهب یا سیاست - یہاں دونوں میں سے ایک شے بھي نہیں - صرف ایک مسئلۂ تعلیم کو کب تک لوگ سنیں ' اور خواہ وہ کتنا هي ضروري هو ' لیکن ضرورت اور کشش کا فرق بھي آخر کوئي چیز ہے یا نہیں ؟

خدا بخشے - نواب محسن الملک مرحوم اپنے آخري زمانے میں جب کبھي لیکچر دیا کرتے تھے تو اسقدر مجھے تکلیف هوتي تھي کہ اٹھکر اپنے قیام گاہ میں چلا آتا اور لحاف اوڑھکر سو رهتا کہ یہ اس سے هزار درجہ زیادہ پر لطف و لذت بخش ہے -

یہ اسلیے نہ تھا کہ مجھے انکي بلند اور یکساں آواز سے دلچسپي نہ تھي - یا مجھے انکي قوۃ بیانیہ کے اعتراف سے انکار تھا - بلکہ صرف اسلیے کہ وہ جب کبھي کھڑے هوتے تو تعلیم کے متعلق تقریر کرتے یا مسلمانوں کے تنزل و بربادي کا افسانہ چھیڑ دیتے - دونوں قسم کي تقریروں کے نہ صرف مطالب بلکہ الفاظ تک ایسے تھے ' جو ایک قرن سے انکي زبان و قلم پر جاري تھے اور اتني مرتبہ دهرائے جا چکے تھے کہ اب انکے سننے کیلیے صبر و ضبط کے غیر معمولي مجاهدہ کي ضرورت تھي - آخري علي گڈہ کانفرنس میں وہ تقریر کیلیے کھڑے هوے اور علي گڈہ کالج کے لڑکوں کو طاعون کے چوهوں سے (سومرتبہ کي دهرائي هوئي) تشبیہ لطیف دیکر " الاسلام دین الفطرۃ و الفطرۃ هي الاسلام " شروع کیا هي تھا کہ میں وهاں سے نکلکر بے اختیار بھاگا اور ڈیوٹي کي دکان میں آکر چاء پینے لگا -

اسمیں شک نہیں کہ ادهر چھہ سات سال سے صاحبزادۂ آفتاب احمد خاں صاحب نے کانفرنس کے کاروبار کو نہایت ترقي دي ہے - اور علي گڈہ کي اندروني پارٹیوں میں سے اُنکي مخالف پارٹي بھي اس امر کے اعتراف سے کبھي انکار نہ کریگي کہ یہ صرف انھي کي محنت اور جانکا هي کا نتیجہ ہے کہ آج کانفرنس ایک مستقل ماهوار مالي حیثیت اپنے ساتھہ رکھتي ہے اور اسکے ممبروں کي تعداد دوگني چوگني هوگئي ہے - چند سالوں سے انھوں نے مختلف صوبوں اور شہروں کے مسلمانوں کے تعلیمي حالات کے جمع و بحث کا جو سلسلہ شروع کیا ہے ' وہ بھي نہایت مفید و نافع ہے اور ایک ایسا مقدم کام ہے جس کو زیادہ وسعت کے ساتھہ کرنا چاهیے ' تاهم صرف صاحبزادہ افتاب احمد اکیلے کیا کرسکتے هیں جب تک کہ کانفرنس کو مفید و دلچسپ بنانے والے تمام اسباب و وسائل فراهم نہوں -

جس وقت سے لیگ قائم هوئی ہے ' کانفرنس اور زیادہ بے رونق هوگئي - اگر اب کانفرنس کے اجلاس لیگ کے ساتھہ نہوں تو جلسے کا وهي حال هو جو رنگون اور دهلي میں هوا تھا -

صدها آدمي اپنے وقت اور روپیہ کو صرف کرتے هیں ' کتنے افسوس کي بات ہے کہ انکے اس صرف مال و وقت کا معاوضہ همارے پاس صرف ایک چوبین اسٹیج هو ' جسپر سرخ کپڑے کا فرش کردیا گیا هو ' یا چند مرتب کرسیوں کي قطاریں ' جن پر رنگ برنگ کي پگڑیاں اور مختلف پیمانے کے قالبوں کي ترکي ٹوپیاں نظر آ رهي هوں اور بس !

ضروري رزولیوشنوں کو پیش کرنا چاهیے - رزولیوشن في نفسہ بیکار چیز نہیں - کالج اور اسکے مختلف صیغوں کیلیے روپیہ بھي جمع کیجیے - اسمیں کیا هرج ہے - لیکن اسکے ساتھہ هي " آل انڈیا کانفرنس " کے ادعا کو ملحوظ رکھکر عام قومي ضروریات اور مقامي حالات کو بھی پیش نظر رکھنا چاهیے اور کچھہ ایسا سامان بھي مہیا کرنا چاهیے جس سے قوم کي علمي معلومات ' اخلاق و تربیت ' اور مذاق تقریر و تحریر کو بھي نفع پہنچے -

بڑا سوال مجمع کي فراهمي ہے - یہ کیا ہے کہ ایک مجمع موجود ہے اور اُس سے کام نہیں لیا جاتا ؟ ضرورت تھي کہ یہ قوم میں فن خطابت (اریٹري) کي ایک درسگاہ هوتا ' اهم علمي و دیني مطالب پر مبسوط لیکچر دیے جاتے - اسلامي علوم و اداب کي تحقیق و تحفظ اسکا ایک اهم ترین مقصد هوتا - اسکے اعضا اثار اسلامیۂ هند کی تحقیق و تفتیش کرتے ' اور هندوستان کے عہد اسلامي کے متعلق ایک محققانہ سرمایۂ تاریخي فراهم کیا جاتا - اسکے ساتھہ هر سال ایک علمي نمایش هوتي ' جسمیں مسلمانوں کے گذشتہ تمدن کے آثار و بقایا جمع کیے جاتے اور اسکے مختلف صیغوں پر متعدد لیکچر طیار کیے جاتے -

اصلاح رسوم ایک نہایت ضروري کام تھا مگر خواجہ غلام الثقلین اس سے مستعفي هي هوگئے -

میں چاهتا هوں کہ اس سال کانفرنس میں کچھہ وقت صرف اسي موضوع پر صرف کیا جائے کہ " وہ کیا وسائل و ذرائع هیں جنکے اختیار کرنے سے کانفرنس کا مجمع زیادہ مفید و انفع هو سکتا ہے "

مجھے امید ہے کہ جناب صاحبزادہ افتاب احمد خاں صاحب اسپر توجہ فرمائیں گے -

مسلم لیگ

اس سال مسلم لیگ کے جلسے میں غالباً بعض ایسے مسائل مہمہ پیش هوں ' جنکے فیصلے کے بعد همیں یہ سمجھنے کا آخري موقعہ ملجائیگا کہ لیگ کوئي ضروري شے ہے یا نہیں ؟

غور کرتا هوں تو مسلمانوں کے موجودہ سیاسي تغیرات میں قدرت الهیہ کے عجیب عجیب کرشمے نظر آتے هیں ! فسبحان من لا یتغیر !!

کل کي بات ہے کہ لیگ کي فرهنگ مصطلحات میں سیاست کے معني غلامی کے لکھے تھے ' اور سیاسي جد و جهد کا نظام عمل یہ تھا کہ چند بڑے آدمیوں کے احکام کي بلا چوں و چرا تعمیل کي جائے - اسلیے کہ انکے پاس روپیہ ہے ' اور اسلیے کہ لیگ کو بھي روپیہ دیتے هیں یا کم از کم دیسکتے هیں -

اس اثنا میں حوادث نے ورق الٹا اور سلطان وقت نے حکم دیا کہ آنکھیں کھولو ! چند بندگان خدانے لیگ کے چہرے سے نقاب الٹي اور چند مہینے کے جہاد لسان و قلم کے بعد هي قوم کو نظر

آگیا کہ جس کھلونے کو سنہري دیکھکر والہ و شیفتہ تھے ' اسکا رنگ تو ضرور سونے کا ھے ' پر قیمت سونے کي نہیں - پس وہ بیدار ھوئے و ان کانوا من قبل لفي ضلال مبین !

اسکے بعد ایک جماعت پیدا ھوئي جنمیں بعض لوگ تو وہ تھے جنکو ھدایت الہي نے روز اول ھي سے چن لیا تھا : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء - اور کچھہ وہ تھے جو گو ابتدا میں اس دعوة کے مخالفین و منکرین میں شامل رھے اور حتی الوسع انھوں نے اپني قوتوں کو وقف مخالفت بھي کیا : استکبارا في الارض و مکر السئي - لیکن : ولا یحیق مکر السئي الا باھلہ - بالا خر یا تو ناکامي نے سبق عبرت و موعظت دیا ' یا بعض اغراض و مقاصد نے مصلحت وقت کي سرگوشي کي - بہر حال انھوں نے روش بدلي اور ازادي وحریت کي راہ کا اعلان کیا - نیتوں کا خدا علیم ھے ' مگر میري دعا ھے کہ خدا انھیں استقامت و صداقت عطا فرما کے و آخرین منھم لما یلحقوا بھم - کے مقام سے بھرہ اندوز فرماے -

موجودہ حالت یہ ھے کہ لیگ نے چند قدم آگے بڑھاے ھیں اور ایک بہت بڑے بند فکر کے توڑنے کا اعلان کیا ھے - خیالات کي تبدیلي نے قوت پیدا کرلي ھے ' اور جو خیالات کل تک چند " دشمنان علي گڈہ " کے تھے ' آج بہت سے پرستاران علي گڈہ کے ھوگئے ھیں - حتی کہ حال میں ھز ھائنس سر آغا خان کي جو چٹھي انکے استعفي کي نسبت موسوم بہ سید وزیر حسن شائع ھوئي ھے ' وہ خود سرے لیکر پیر تک انھیں خیالات سے لبریز ھے - في الحقیقت یہ ایک بہت بڑي حق و صداقت کي فتح مندي اور الہي کارو بار کے محیر العقول اور سریع الظھور نتائج ھیں ' جن سے صاحبان بصیرة ' عبرة و موعظة حاصل کرسکتے ھیں : ان في ذالک لذکری ' لمن کان لہ قلب او القي السمع و ھو شھید !

پس اب قوم کے سامنے اسکي سیاسي زندگي کا آخري سوال درپیش ھے - پچھلے دو تین مہینوں کے اندر جو واقعات انگلستان میں گذرے ' انھوں نے في الحقیقت قوم کیلیے وہ منزل گذشتہ پھر از سر نو سامنے کردي ھے ' جس سے پچھلے دنوں وہ سمجھتي تھي کہ گذر گئي - یہ مناقشہ گو سید وزیر حسن اور سید امیر علي کے درمیان شروع ھوا مگر اب بالکل جماعت اور اشخاص کا سوال بن گیا ھے ' اور اگر یہ یہاں تک بڑھگیا ھے کہ لیگ میں اسکا فیصلہ کیا جاے تو ھمیں چاھیے کہ ٹھیک ٹھیک فیصلہ ھي کردیں -

شخصاً میں سید امیر علي کي عزت کرتا ھوں اور اُن ایرادات و شخصي اعتراضات سے اس بحث کو آلودہ کرنا پسند نہیں کرتا جو بعض معاصرین فریقانہ اثر میں کر رھے ھیں - لیکن ھماري قوم کے چند بڑے افراد کے سوا شاید دنیا کا ھر صاحب عقل انسان اسکي تصدیق کریگا کہ کسي آدمي کا بڑا یا نیک ھونا اس امر کیلیے مستلزم نہیں ھے کہ اسکي ھر خواھش کي تعمیل بھي کي جاے -

سید وزیر حسن کا اس سے زیادہ کوئي قصور نہیں کہ ڈنر کي شرکت سے انکار کو انھوں نے گوارا نہیں کیا اور اسکے بیان کردہ وجوہ کے اعتراف و احترام سے انکار کردیا - نیز بے لاگ اور بے پردہ آزادي کے ساتھہ گرم لب و لہجہ میں اپنے خیالات ظاھر کیے -

مگر سید امیر علي نے لنڈن مسلم لیگ کا قصہ بھي چھیڑ دیا - وہ تنخواہ بھي مانگتے ھیں اور مالک و آقا بھي خود ھي بننا چاھتے ھیں !

لنڈن مسلم لیگ ابتدا سے آل انڈیا لیگ کي شاخ ھے مگر ایک ایسے تمسخر انگیز طریقہ سے جو کسي پڑھے لکھے آدمي کیلیے زیبا نہیں ' وہ کہتے ھیں کہ باوجود اسکي شاخ ھونے اور ھندوستان سے روپیہ لینے کے ' وھي لیگ کي پالیسي کي مالک بھي ھوگي !

کان مملوکي فاضحی مالکي

ان ھذا من اعاجیب الزمن !

قوم کو اس موقع پر یاد رکھنا چاھیے کہ تمام کاموں کا اصل مبدء جماعت اور اشخاص کا سوال ھے ' اور آزادي و غلامي کا اصل مرکز بحث صرف یہي ھے جو اسکے سامنے آگیا ھے - جب تک تقلید کي بندشیں گردن میں پڑي رھتي ھیں ' جب تک دماغ غلامي کیلیے نہ کہ فکر و اجتہاد کیلیے ھوتا ھے ' جب تک قوم کے افراد اپنے دماغ سے خود کام نہیں لیتے بلکہ اسکي باگ چند اشخاص کے ھاتھوں میں دیدیتے ھیں ' اور جب تک کہ دولت و علم ' عزو جاہ ' رسوخ و حکومت ' اور قدامت و عمر کي پرستش کي جاتي ھے اور حق و صداقت کا معیار صرف بڑے لوگوں کي شرکت ھوتي ھے نہ کہ کسي شے کي حقیقت و حقانیت ' تو اس وقت تک یقیناً ھر شخص اس خیال کے تصور سے کانپتا اور لرزتا ھے کہ فلاں بڑا آدمي ھم سے روٹھہ نہ جاے ' اور فلاں اونچي کرسیوں پر بیٹھنے والا ھم سے الگ نہ ھوجاے ' لیکن اگر یہ سچ ھے کہ اشخاص پرستي کا بت کدہ ٹوٹ چکا ھے اور قوم اپني زندگي کو خود اپنے زندگي سے ثابت کرنا چاھتي ھے نہ کہ زید و عمر کے سامنے ھاتھہ باندھکر ' تو آخري وقت آگیا ھے کہ وہ اس مسئلہ میں اصول و صداقت کا ساتھہ دیکر اسکا ثبوت دے -

خود سر آغا خان نے اپني چٹھي میں اس مسئلہ کي صداقت کا نہایت سنجیدگي سے اعتراف کرلیا ھے - اصول و آزادي ایک شے ھے جو ایک ھزار سید امیر علي کے امثال و اعمال سے بھي زیادہ قیمتي اور محبوب ھوني چاھیے - ھذہ تذکرة فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا -

سید امیر علي کیلیے قومي خدمت کے بہت سے میدان موجود ھیں اگر وہ کام کرنا چاھیں - بہتر ھے کہ مسلمان اب انھیں پالیٹکس سے علحدہ ھي رھنے دیں - آخر کب تک بدبخت مسلمانوں کا پالیٹکس سر آغا خاں یا سید امیر علي کے بت کدے کا نام ھوگا ؟

صفحۂ خاص

اس ھفتے " دار الفنون " قسطنطنیہ کا مرقع شائع کیا جاتا ھے جو عہد دستور کے بہترین اعمال علمیہ میں سے ھے - اس مرقع میں ابتدا کي صفوف اساتذہ و معلمین کي ھے جنکو موجودہ نہضۂ علمیۂ عثمانیہ کا خلاصہ کہنا چاھیے - اثناء جنگ بلقان میں اس درسگاہ کے معلمین و متعلمین نے متعدد موقعوں پر ایثار و جاں نثاري کي امثال نمایاں پیش کیں ' جنکا تذکرہ بارھا اردو جرائد میں ھوچکا ھے -

دوسري تصویر ایک مرقع عبرت اور لوحۂ انتباہ و موعظة ھے - یہ خواتین قسطنطنیہ کے اُس عظیم الشان اجتماع کا مرقع ھے جو سقوط ادرنہ کے وقت منعقد ھوا تھا ' اور جس میں عثماني خواتین غیور و ملت پرست نے اپنے تمام زیور اتار کے دیدیے تھے - یہ تصویر الھلال میں ایک مرتبہ نکل چکي ھے جبکہ میں مسوري میں تھا مگر میري عدم موجودگي کي وجہ سے ایک سخت غلطي ھوگئي ' یعنے تصویر کے نیچے اصل موقعہ و موضوع مجلس کي تشریح نہ کي گئي - اسلیے مکرر شائع کرکے تصحیح کردي جاتي ھے -

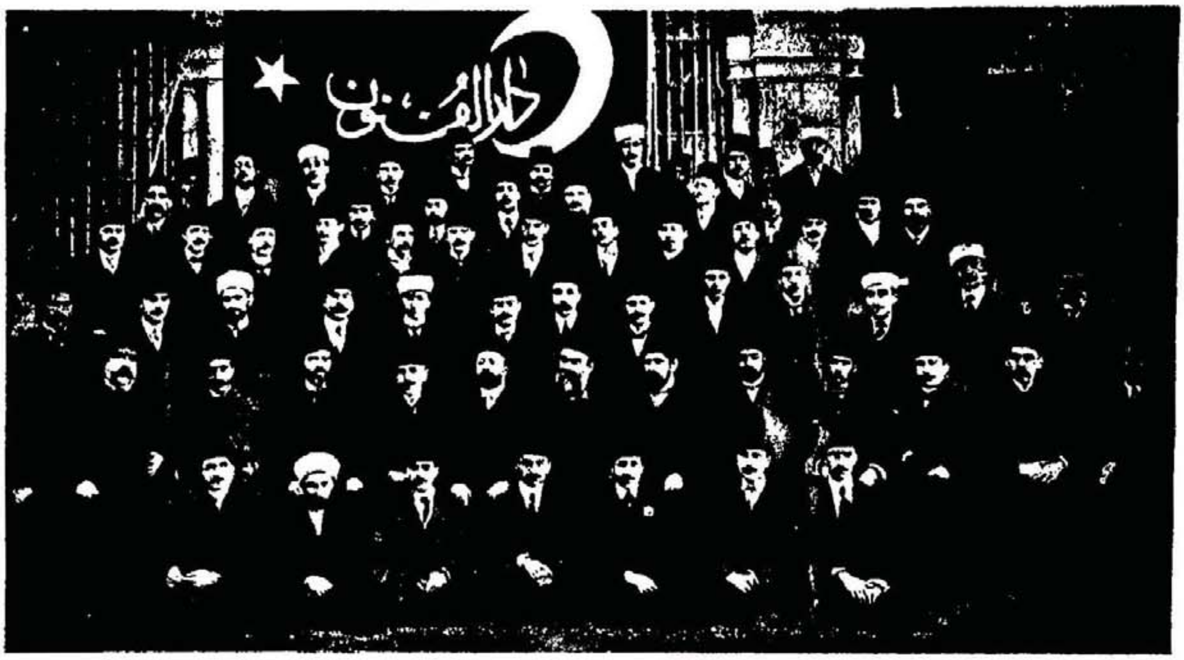

دار الفنون کالج قسطنطنیہ کا جلسہ ادرنہ کی واپسی کیلیے -

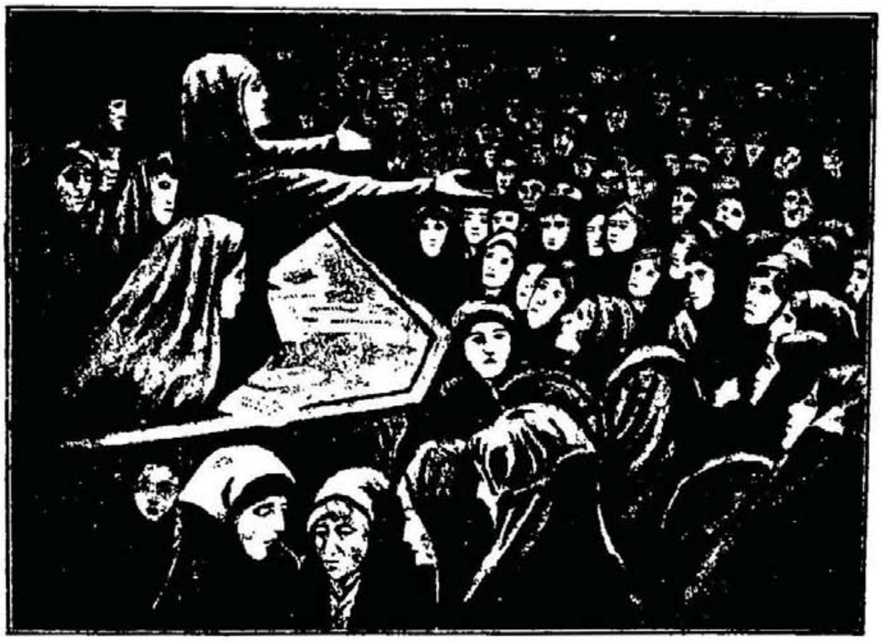

خواتین قسطنطنیہ کا جلسہ اعانت ہلال احمر کیلیے

"عالیہ زینب" ایک مشہور ترک خاتون مظالم بلقان پر لکچر دے رہی ہے -

شئون عثمانیه

مسئلۂ شرقیه

ریاست هاے بلقان بعد از جنگ

آسٹریا اور روس

جو لوگ سیاست کے غوامض و دقایق سے واقف هیں انکا متفقه طور پر بیان هے که بلقان کي پهلي اور دوسري جنگ میں شکست کا اثر صرف دولت عثمانیه تک محدود نہیں رها بلکه اس کا اثر اسٹریا تک بهي پهنچا هے - اس شکست نے مقدونیه اور سلانیک کے متعلق ان تمام خوشگوار اور دیرینه امیدوں کو یکسر ذبح کر دیا جو آسٹروي سیاست کے سینوں میں همیشه آباد رهتي آئي هیں - وه سینے جو کل تک ان امیدوں کا کاشانه تهے' آج انکا سنسان مدفن هیں ' ایسا مدفن جنهیں دوباره بعث و حشر کي امید نہیں !

آسٹریا نے جلد ان گونا گوں خطرات اور مشکلات کو محسوس کر لیا جو اس کو هر طرف سے گهیرے هوے تهے اور اسکي پالیسي کي نا کامي کي صورت میں اسکو هلاکت و بربادي کي دهمکي دیتے تهے - اسنے دیکها که اپني غلطي یا مجبوري سے اس نے ان سلافیوں کو اپنے حوالي میں پهیلنے اور بڑهنے کا موقعه دیدیا - اب یه یهاں تک بڑهگئے هیں که خود اسکے هر طرف سے گهیر رهے هیں اور اسکے اصلي باشندوں پر زندگي کے دروازے بند کررهے هیں - پس اگر اسي طرح یه بڑهتے هي رهے تو یقیناً ایک دن اسقدر بڑهجائینگے که پهر کسیطرح روکے نه رکینگے ' اور اگر اسوقت انهوں نے ان هزارها سلافي دلوں میں سلافیت کا خوابیده غرور بیدار کردیا '، تو پهر یقیناً سلطنت آسٹریا کي بنیادیں هلجائینگي اور یه عظیم الشان قصر حکومت زمین کے برابر هوجائگا -

یه خطرات جب اسکے سامنے آئے تو اسکو کهٹکا پیدا هوا - اس نے فوراً اسکے تدارک کي کوشش کي - البانیا کو اپنا آلۂ عمل بنایا اور اسکو دول کے سامنے اسلیے پیش کیا تا که وه معاملات بلقان میں مداخلت کا ایک وسیله اور بحر اسود کي طرف امنڈ نے والے سروي سیلاب کي راه میں ایک سد آهنین بن جائے -

اس نے اپني تجویز کي سفارش اس قاعدهٔ مزعومه سے کرائي ' جو دول عظمي همیشه سلطنت عثمانیه کے مقابله میں دهرایا کرتي هیں کو اُن سے بڑهکر کوئي انساني گروه اسکا مخالف نہیں - یعني "ملک صرف اهل ملک کے لیے هے" -

نیز اسکي تائید اُن عظیم الشان افواج سے کي جو اس نے سروي اور روسي حدود پر جمع کرنا شروع کردیں - اسکے دونوں حلیف یعني اطالیا اور جرمني بهي اُسکي تائید میں سرگرم تهے

پس اسکا نتیجه یه هوا که مسئلۂ بلقان سے ایک اور مسئله پیدا هوگیا جو اس سے کهیں زیاده پیچیده اور زیاده خطرناک تها - بلکه روس اور آسٹریا اور بالآخر اتحاد ثلاثي اور مفاهمت ثلاثیه میں ایک ایسے اختلاف کا مصدر تها جو ممکن تها که جنگ تک منجر هو جاتا -

هم کو غالباً اس رد و کد اور بحث و مباحثه کے ذکر کرنے کي ضرورت نہیں جو اشقودره وغیره یعني مسئله البانیا کي شاخوں کے متعلق هوا - بلکه اسقدر کهدینا کافي هے که آسٹریا اپنے مقصد میں کامیاب هوئي اور اس نے اساطین سیاست یورپ کو مشغول رکها -

یورپ کے ارباب سیاست جنمیں انگلستان کا وزیر خارجیه سب سے آگے آگے تها ' اسوقت کے تصور سے کانپنے لگے جب که روس اور آسٹریا میں جنگ چهڑ جایگي اور پهر رفته رفته تمام یورپ میں پهیل جایگي - اسلیے انهوں نے اس مسئله کو سب سے زیاده اهمیت دي - لندن میں سفرا کي مجلس کے جلسوں میں تمام دوسرے مواضع پر اس معاملے کو مقدم رکها گیا اور بالاخر یه فیصله کیا که البانیا دول عظمي کي زیر نگراني رهے -

لیکن سچ یه هے که اس مسئله کا جو حل انهوں نے تجویز کیا هے محض لغو اور بے معني هے اور اپني زندگي کے لیے بهت تهوڑي عمر رکهتا هے -

روس جو اپني ساخته پرداخته ریاست سرویا کی تائید کر رها تها ' اگر ذرا بهي تفکر و تامل سے کام لیتا اور ماضي سے مستقبل کے لیے عبرت حاصل کرتا ' یعني سرویا کو ترغیب دیتا که وه ان شهروں کے الحاق سے باز رهے جو خاص البانی هیں تو بهت اچها هوتا ' کیونکه اس صورت میں سرویا اس عنصر کو قبضهٔ اقتدار میں رکهنے کي تکالیف سے بچ جاتي جس سے اب هر وقت نافرماني ' و بغاوت کا اُسے خطره رهیگا - اسکے علاوه اسے البانیا کي دوستي بهي حاصل هو جاتي ' مگر روس سروي مطامع کے ساتهه ساتهه چلا ' اور سرویا نے اس طلائي اصول کے بالکل برعکس ' پر زرین ' دیره ' اور چند ایسے شهر ملا لیے جو البانیا کا جزو سمجهے جاتے هیں -

اس حرکت سے اس نے بیکار البانیوں کو چهیڑ دیا اور انمیں وه قومي غرور پیدا کردیا جو همیشه انهیں اپنے مغصوبه شهروں کي واپسي کے لیے بر انگیخته کرتا رهیگا -

جسطرح که جرمني سے الزاس اور لورین کي واپسي کے لیے فرانسیسي ' اور آسٹریا سے اسکے مغصوبه شهروں کي واپسي کے لیے اطالي بیچین رهتے هیں -

اسکي ایک روشن دلیل یه هے که جونهي البانیوں کو سروي فوج کے منتشر هونے کي خبر معلوم هوئي ' فوراً آسٹریا کے اغواء و تعریض سے اُٹهے تا که ان شهروں کو واپس لے لیں جو سرویا نے ملا لیے هیں اور اسطرح اس نقصان کي تلافي کریں جو سفرا کي کانفرنس کے فیصله سے انهیں پهنچا هے -

وه بغیر ذرا بهي غور و فکر کیے هوے اسطرح سروي فوج پر ٹوٹ پڑے ' گویا اب تک گذشته انقلابات اور دولت عثمانیه سے بغاوتوں میں جسقدر خون بها هے ' یا آخري جنگوں میں جو کچهه مصائب و شدائد ان پر نازل هوے هیں' وه کچهه بهي نه تهے - سروي فوج منظم اور با قاعده تهي - اسکي مدافعانه آتشباریوں کے آگے یه نه ٹهر سکے اور بالاخر پسپا هو گئے -

آسٹریا سے یہ نہوسکا کہ انکو ورطۂ ہلاکت میں ڈالکے خود بالکل علحدہ ہوجاتی - اس نے اپنے بلغراد کے معتمد سیاسی کو حکم دیا کہ وہ سرویا کو البانی حدود میں بڑھنے سے روکے اور استقلال البانیا کے متعلق مجلس سفرا کی قرار داد کا خیال کرے - چنانچہ ۲۶ - اکتوبر کو آسٹریا کے معتمد نے سرویا سے البانی شہروں میں رہنے کے ناگوار نتائج دوستانہ طور پر بیان کیے اور اسکی تائید جرمنی اور اطالیا کے معتمدوں نے بھی کی -

حکومت سرویا نے اس دوستانہ بلاغ و تحریر کی کچھہ پروا نہ کی بلکہ اسکا جواب ایک ابہام آمیز نفی میں دیدیا -

سیاست یورپ کا ایک قدیم اور آزمودہ اصول ' قاعدۂ مماطلت و تسویف ہے یعنی بعض نازک موقعوں پر اہم مسائل کو خواہ مخواہ تاخیر میں ڈالدینا اور اسطرح اس سے شاخ در شاخ مسائل پیدا کر لینے کہ فریق ضعیف اتنے عرصے تک کی دقتوں کا مقابلہ نہ کرسکے اور محض امتداد وقت ہی سے شکست کھا جاے - یہی اصول ہے جس سے یورپ نے ہمیشہ ایشیائی قوموں کو شکست دی اور انکی عزیز ترین متاع یعنے استقلال و خود مختاری نہایت آسانی سے چھین لی - اسکا استعمال اس کثرت سے ہوتا ہے کہ مثال کے لیے ہمیں تاریخ کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں - ہمارے سامنے اسکی تازہ ترین مثال بد قسمت ایران موجود ہے -

سرویا نے چاہا کہ وہ بھی اسی اصول سے کام لے - اس نے البانی حدود سے فوج کی واپسی میں تامل شروع کی - اور کہا کہ وہ البانی حدود سے اپنی فوج اسوقت تک واپس نہیں بلا سکتی جب تک کہ پوری طرح امن قائم ' اور تعین حدود کی بابت دول کی تمام کمیٹیاں اپنے کام سے فارغ نہ ہوجائیں ' کیونکہ اگر وہ ابھی اپنی فوج ہٹالیگا تو اسے خوف ہے کہ کہیں البانی دوبارہ یورش نہ کردیں -

ظاہر ہے کہ یہ جواب حکومت آسٹریا کو کیونکر پسند آسکتا تھا ؟ اس نے اس جواب کو از قبیل مغالطہ خیال کیا ' اور بجا خیال کیا - کیونکہ شمالی سربی البانی حدود مجلس سفرا میں متعین ہوچکے تھے - انکے تعین کا سوال باقی نہ تھا - البتہ جنوبی حدود ہنوز غیر منفصل تھے -

آسٹریا کے اس دوستانہ بلاغ پر دو دن بھی نہ گذرے ہونگے کہ حکومت آسٹریا نے بلاغ نہائی (الٹیمیٹم) بھی دیدیا - حکومت آسٹریا نے سرویا کو اطلاع دی کہ اگر آٹھہ دن کے اندر وہ البانی حدود سے نہ نکلیگی تو نہایت سخت تدابیر اختیار کریگی -

اسکے جواب میں سرویا نے روباہ بازی شروع کی اور کہنے لگی کہ موجودہ حدود نے اسے البانی یورشوں کا ایک دائمی نشانہ بنا دیا ہے' اسلیے وہاں فوج کا رہنا نہایت ضروری ہے - اسکے جواب میں رتشپوسٹ اخبار نے جو ولیعہد آسٹریا کی زبان ہے' لکھا کہ " اگر موجودہ حدود نے سرویا کو ہمیشہ کے لیے حملوں اور یورشوں کا نشانہ بنا دیا ہے تو اسکی بہترین تدبیر یہ ہے کہ ان شہروں سے دست بردار ہوجاے جنھوں نے اسے اس مصیبت میں ڈالدیا ہے "

لیکن اس تہدید و تحذیر میں حکومت آسٹریا کے تنہا رہجانے نے یورپ کے اکثر سیاسی حلقوں پر نہایت برا اثر ڈالا ' اور عام طور پر یہ خدشہ پیدا ہوگیا کہ کہیں یہ گرہ اور زیادہ نہ الجھہ جاے ' یعنے روس اپنے ساختہ و پرداختہ کی مساعدت و تائید کے لیے نہ اٹھہ کھڑا ہو -

روسی اور فرانسیسی حلقہ ہاے سیاست آسٹریا پر سخت ناراض تھے اور اس متفردانہ اصرار کو دول عظمی کے حقوق پر ایک قسم کی دست درازی خیال کرتے تھے - قریب تھا کہ یہ معاملہ بڑھکے قطع علائق کی حد تک پہنچ جاتا مگر آسٹریا اپنے ارادہ و عمل کی اطلاع دول عظمی کو برابر کرتی رہی تھی' اسلیے اس حد تک نہ پہنچنے پایا -

لیکن اس تدارک و حفظ ماتقدم کے باوجود فرانسیسی اخبارات اعتراضات کی بارش سے باز نہ آئے - انہوں نے حکومت سرویا کے خلاف اپنے دل کے بخارات خوب نکالے - ان معترضین کا سرخیل اخبار طان تھا - اس نے دو افتتاحیہ مقالات لکھے - ایک ۲۰ اکتوبر کو زیر عنوان " آسٹریا بلاغ نہائی " شائع ہوا - اسمیں آسٹریا کے اس فعل پر اظہار تعجب کرتے ہوے نہایت سختی کے ساتھہ دار و گیر کی تھی - اس نے لکھا کہ اگر وہ اس تہدید میں تنہا نہ رہتی بلکہ دول عظمی سے بھی شرکت و مساعدت کی خواستگار ہوتی تو دول عظمی کی طرف سے یقیناً اسکو مدد ملتی - اپنے اس قول کی تائید میں اس نے ان مختلف مواقع مثلاً اشقودرہ کے حدود اور ساحل جبل اسود پر مظاہرۂ بحریہ وغیرہ کی طرف اشارہ کیا ' جنمیں دول نے آسٹریا کی مدد کی تھی - دوسرا افتتاحیہ ۲۱ - اکتوبر کو زیر عنوان " سیاست خرقاء " لکھا - اسمیں ان غلطیوں کو بیان کیا تھا جو آسٹریا نے مسئلہ البانیا میں کی ہیں - اس نے لکھا کہ آسٹریا کی فرمایش سے دول عظمی نے مسئلۂ البانیا کو ایک بین الدولی مسئلہ قرار دیا - اب کوئی ایسی وجہ باقی نہیں رہی جو آسٹریا کی تنہا تہدید کو جائز قرار دے - اس مہم کا بار اب دول عظمی کے کاندھے پر ہے' اسلیے جو کچھہ ہونا چاہیے مجموعی طور پر ہونا چاہیے - آخر مقالہ میں لکھا تھا کہ حکومت البانیا کے حفظ و بقاء کی کفیل وہی ہیں جو اسکو عالم وجود میں لائی ہیں -

انگریزی پریس نے آسٹریا کے اس انفراد و تنہا عملی کو چنداں اہمیت نہ دی - کیونکہ برطانی پبلک مسائل بلقان میں دماغ سوزی سے ایک حد تک اکتا سی گئی ہے - اب وہ صرف ان مسائل کو نظر اعتناء و اہتمام سے دیکھتی ہے جن سے امن عام کے مختل و برہم ہونے کا خوف ہوتا ہے - اسکے علاوہ اپنے داخلی مسائل میں وہ اسطرح مشغول ہے کہ خارجی مسائل کی طرف توجہ کرنا مشکل ہے - البتہ انگریزی حلقۂ سیاست نے آسٹریا کے اس فعل کو ناپسند ضرور کیا - وہ یہ چاہتے تھے کہ وانا کی حکومت پھر اسی پالیسی کو اختیار کرتی جس پر وہ چند ماہ پہلے تھی یعنے سرویا کی خواہشوں کو روکنے کے لیے وہ دول عظمی کے ساتھہ ملکے تدابیر اختیار کرتی -

آسٹری اخبارات نے اس فرصت کو ضائع نہیں کیا جو انہیں اسوقت حاصل ہوئی - انہوں نے اپنی حکومت کی پالیسی کی تصویب و تحسین شروع کر دی - " فرنسد میلات " جو ایک نیم سرکاری اخبار ہے' آگے بڑھا' اور ان تمام اعتراضات کے جواب دینے شروع کیے جو طان نے حکومت آسٹریا پر کیے تھے - اس نے لکھا کہ آسٹریا نے اپنی اس آخری کارروائی سے دول یورپ کی ایک خدمت جلیل انجام دی - کیونکہ اس نے اپنی فوری مداخلت اور اپنے حلیفوں کی مساعدت سے اس پیچیدگی کی بیخکنی کردی جو مماطلت و تسویف اور رد و قبول کی طرف لے جاتی اور اسکے بعد مشکلات تازہ کا دروازہ کھلجاتا -

بہر حال حکومت سرویا نے جب یہ دیکھا کہ ایک طرف تو آسٹریا اپنے ارادے میں پختہ و راسخ ہے اور دوسری طرف روس اسکی تائید سے خاموش ' تو مجبوراً اس نے سپر ڈالدی اور دول یورپ کے معتمدین کے ذریعہ سب کو آسٹریا کے درخواست کی تسلیم کی خبر بھیجدی - یہ خبر نہایت مسرت و طمانیت کے ساتھہ سنی گئی اور افق سیاست پر اوہام و وساوس کے جو ابرہاے کثیف چھاے ہوے تھے' سب کے سب چھٹ گئے -

بريد فرنگ

بلغـــراد بعـد از جنـگ .

عام افسردگي اور اداسي - آسٹريا کے خلاف جنگي جوش - ايم پشج اور انکے رفقاء سے ناراضي

(گريفک ١٢ - نومبر)

ايک سياح جو خود بلغراد يا بلغراد سے شاهنشاه فرانسس جوزف کي سلطنت (آسٹريا) ميں جانا چاهتا هے' وه اب اپنے آپ کو جنگ و خراب کے معمولي امتحان سے مسخ تر حالات ميں گهرا هوا پائيگا -

اسے زموني ميں اس آرامده ٹرين سے اترنا پڑيگا جو اسے بدا پسٹ سے لا رهي هوگي - وه اتر کے ان تيسرے درجه کي گاڑيوں ميں سوار هوگا جنميں ازدحام کثير' روشني کم ' اور کاربولک کي بو بسي هوئي هوگي - يه گاڑياں اس ٹرين کے متعلق هيں ' جسکو عوام "کولدرا ٹرين" کهتے هيں اور جو اب زموني اور بلغـراد کے ما بين بسفر کرتي رهتي هيں - اس پر بيٹهکے وه بالاخر سرويا کے دار السلطنت ميں جائيگا -

مجهے سب سے آخري بار آے هوے تقريباً دو سال هوے هونگے - به نسبت اوسوقت کے اسوقت شهر کي ظاهري شکل سے کهيں زياده لوگوں کے خيالات و حسيات ميں انقلاب عظيم هوگيا هے - گو يه صحيح هے که ان سڑکوں کي حالت ميں معقول ترقي هوي هے جو پہلے بهت هي بري حالت ميں رها کرتي تهيں ' اور يه بهي صحيح هے که بڑي رقم ان مخصوص شاهراهوں کي سطح کی درستگي ميں صرف کيجا رهي هے ' جن پر سے گاڑي کي آمد و رفت آجکل اسي وجه سے موقوف هے - تاهم سڑکوں کي ظاهري سطح جس درجه صاف هوگئي هے ' اتني هي معنوي رونق و شان سے محروم هے !

عموما سڑکوں اور قهوه خانوں ميں زنده دلي کي کمي نظر آتي هے - بهت سے افسر دار السلطنت سے باهر هيں اور بهت سے زخمي يا بيمار - چست اور درخشاں ورديوں کي کمي ' مشوه الوجوه اور مقطوع الاعضاء مردوں کي ايک تعداد عظيم ' هزارها ماتمي لباسوں کا طبعي منظر جو ابهي تک گم شده عزيزوں کے سوگ ميں پهنے جا رهے هيں ' اور ان تمام چيزوں کے ملے جلے اثر نے ايک عام افسرده دلي اور اداسي پيدا کردي هے ' جهاں جنگ سے پہلے هر وقت چهل پهل اور شادي و [illegible] رهتي تهي !

قيام بلغراد کے [illegible] ميں مجهے هر قسم اور هر درجه کے لوگوں سے گفتگو کا [illegible] ملا - انميں ميرے وه دوست بهي تهے' جنکو ميں برسوں سے جانتا هوں - وه لوگ بهي تهے جن سے ميں پهلي بار ملا - مگر شادماني و خرمي کے بدلے' جسکي ايک ايسي قوم ميں موجودگي کي توقع هر شخص کو هوگي جو کامياب جنگيں لڑ چکي هے اور اسکي شهنشاهي ميں ايک وسيع قطعه زمين کا اضافه هوچکا هے ؛ مجهے يه نظر آيا که ايک قسم کي پر اسرار اداسي هے جس نے اس پوري آبادي کا احاطه کر ليا هے !!

يه ايک ايسا واقعه هے که نه تو کوئي سروي اس سے انکار کرسکتا هے اور نه اسکي کوئي وجه بيان کرسکتا هے - اگر اسکا ذکر آئيگا تو بعض تم سے کهينگے که اس غير مشکوک افسردگي کي وجه يه هے که البانی انقلاب کي وجه سے بازار سرد پڑگئے هيں - بعض کهينگے که اسکا سبب يه هے که سرويا کے ليے يوناني و عثماني پيچيدگي کے سنگين خطره هونے کا احتمال هے - بعض اسکا باعث يه بيان کرينگے که جو لوگ ان دو جنگوں ميں شريک رهے هيں' وه ابهي تک جنگ کے فظائع و اهوال بهولے نهيں هيں -

بجاے خود يه تمام اسباب و وجوه خواه صحيح هوں يا غلط ' مگر اس غمناک حالت کي اصلي وجه يه معلوم هوتي هے که هر تعليم يافته سروي جانتا هے که سرويا کے سب سے زياده خطرناک اور سب سے زياده قوي دشمن يعني آسٹريا سے ايک سنگين مقابله هوے بغير' نا ممکن هے که ملک کي قومي پاليسي کي پيروي کي جاے يا اسکو ترقي ديجاے - خصوصاً البانيه کي طرف پيشقدمي جو فوجي جماعت چاهتي هے -

سرويوں ميں اگرچه بهت سے عمده صفات هيں مگر تاهم وه کم و بيش مغرور اور خود اعتماد هوتے هيں - اسليے موجوده حالت ميں کوئي شے ايسي نهيں جسکے متعلق وه يه خيال کريں که وه نهيں کرسکتے ' مگر جبکه ميں ايک طرف يه ديکهکے متعجب هوا که بلغاريوں کي طرف سے سروي فوج تک کے دل ميں نسبتاً کسيقدر کم غبار هے ' تو ان خيالات کو معلوم کرکے نقش حيرت بهي هوگيا جو آسٹريا کے متعلق سرويوں ميں پهيلے هوے هيں -

سرويوں نے هميشه اپنے اس بڑے همسايه کو نفرت و بغض کي نظر سے ديکها مگر اس زمانه کو چهوڑ کے جبکه الحاق برسينيا سے پيچيدگياں پيدا هوگئي تهيں ' کبهي بهي انکو ايک ايسي جنگ کا علانيه ذکر کرتے هوے نهيں سنا گيا جسميں اگر وه تنها چهوڑ ديے جائيں تو يقيناً انکو شکست هو -

در حقيقت اسوقت فوجي جماعت کے حسيات کي ايک خاص حالت هو رهي هے - مجهسے مشوره کے طور پر يه بيان کيا گيا که ممکن هے که سرويا اطاليا سے اس شرط پر معاهدهٔ اتحاد کرلے که اطاليا سرويا کو آسٹريا کے مقابله ميں مدد ديگي اور سرويا اطاليا کو ساحل بحر اسود کا ايک حصه ديديگي - وه حصه جسکي اطاليا کو اسقدر حرص و هوس تهي !

مجهے ايسے لوگوں سے ' جنهيں ميں قابل اعتماد سمجهتا هوں' يه معلوم هوا هے که سروي فوج ميں فيصدي نوے اس خيال کے طرفدار هيں که آسٹريا سے ايک غير بعيد مستقبل ميں جنگ هوني چاهيے - ان خيالات کي بہترين تمثيل اس قصے سے هوتي هے جو آجکل بلغراد ميں مشهور هے -

" ايک خاتون جسکا تعلق سفارتخانه آسٹريا و هنگري سے هے' حال ميں دار السلطنت کے ايک ترقي يافته شفاخانے ميں زخميوں کي تيمار داري کرتي تهي - اس محسنه نے ايک زخمي سپاهي سے ' جو يه نهيں جانتا تها که يه کون هے ' کها : " اچها ' خير اب تو تم تمام لڑائياں کاميابي کے ساتهه ختم کر چکے " اسکے جواب ميں اس سپاهي نے بيساخته کها : " نهيں ' ابهي همیں آسٹريا سے لڑنا اور اسے شکست دينا باقي هے !! "

اسوقت حکومت آسٹريا اور فوجي حکام ' دونوں البانيا اور بلغاريا کے آئنده پيش آنے والے ناگوار واقعات کے ليے تياري کي انتهائي کوشش کر رهے هيں - سرکاري طور پر تو يه بيان کيا جاتا هے که صرف دو ڈويزن دو باره جمع کر کے البانيا بهيجے گئے هيں -

مگر جن لوگوں کو حالات کا اچھي طرح علم ہے ' انکو یقین ہے کہ مستحفظ فوج کے پانچوں عمدہ ڈیوزنوں کے اول درجہ کے سپاهي بلالیے گئے هیں اور اسطرح اک گونه تمام کارکن فوج بلغاریا یا البانیا کے خلاف خدمت کے لیے تیار ہے -

کچھه هو' بهرحال فوجي حلقوں پر بڑي سرگرمي چهالي هوئي ہے - ابهي ابهي جب مستحفظ فوج کے سپاهي تین هفتے کے لیے غیر حاضر تھے ' تو چشم زدن میں پیادوں کي چهٹي پلٹن جمع کرلي گئي تهي - اگرچه اس پلٹن کے افسروں میں سے تین ثلث یعني ۵۰ میں ۳۶ - اور ۵ هزار میں سے ۱۵ - سو سپاهي معرکه پریگلنٹزا میں کام آچکے هیں مگر لوگ کہتے هیں که با این همه افسروں اور سپاهیوں نے جو بہت هي خوش و خرم معلوم هوتے تھے ' فرض (ڈیوٹي) کي دعوت کے جواب میں بے تکلف لبیک کہا اور بٹالینوں نے اسي طاقت و زور کے ساتهه کوچ کیا جسکي امید تهي -

رهي ان ممالک کي داخلي سیاسي حالت ' تو اسکي تفصیل یہاں چهیڑنا ناممکن ہے - اسقدر کہدینا کافي ہے که اگرچه ایک طرف موجوده جنگ کي وجه سے معمولي سیاسي مقابلے هنگامي طور پر موقوف هوگئے هیں مگر دوسري طرف ایم - پشچ (M. Pashitch) اور انکے رفقاء کي طرف سے اسلیے ناراضي پهیلي هوئي ہے که انهوں نے مستحفظ فوج کے منتشر کرنے کے بعد البانی حدود پر فوج امن کي معقول تعداد نہیں رکهي بلکه عملاً اسکو غیر محفوظ رکها اور گویا باعتبار نتیجه کے البانی حمله کے لیے ایک راسته کهول دیا ' جس سے نو مفتوح ممالک میں سروي اقتدار کو نہایت سخت صدمه پہنچا ہے -

مخالف پارٹي غلط یا صحیح طور پر یه بهي محسوس کرتي ہے که دوسري جنگ غیر ضروري هوتي اگر ایم - پیشچ نے مارچ سنه ۱۹۱۲ ع کے معاهدے کي (جو اب معاهده سرویا و بلغاریا کے نام سے مشهور ہے) تنسیخ یا موجوده حالات کے مناسب ترمیم کي شرط پر مطلوبه فوج دیدي هوتي -

سرویا کا مستقبل اب اس طرز عمل پر موقوف ہے جو وزراء ان صدها مسائل کے متعلق اختیار کرینگے جو سیاست عملي کے مسائل هیں - اگر انهوں نے اعتدال اور ان فوجي خیالات کي قوت شکني کي پالیسي اختیار کي جنکي طرف میں اشاره کرچکا هوں اور نو مفتوح ممالک میں سرکاري عمال و کار پرداز ایسے اشخاص مقرر کیے جو بهترین هوں ' اور ساتهه هي سیاسي منازعات سے بے تعلق ' تو اس صورت میں شاه پیٹر اور اسکي قوم ان مختلف اور باهم دگر جنگ آرا قومي عناصر کو هنگامي طور پر متحد کرسکیگي جن سے اب سرویا کي آبادي مرکب هوگي -

---

الهلال کي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله ہے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا ہے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو درخواست بهیجیے

ترجمهٔ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانهٔ مہاجرین عثمانیه میں شامل کي جائیگي - قیمت حصهٔ اول ۲ - روپیه -

ادارهٔ الهلال سے طلب کیجیے :-

مطبوعات جدیده

ظل السلطان

مولوي محمد امین صاحب زبیري - سالانه مع محصول ۳ - روپیه

اردو کا ایک حدیث الاشاعة ماهوار رساله ہے جس کے ابتک شاید پانچ چهه نمبر نکل چکے هونگے -

پہلے نمبر میں ظاهر کیا گیا ہے که سرکار عالیهٔ بهوپال اور بعض ارکان خاندان شاهي نے اسکي سرپرستي منظور فرمائي ہے - اس سے ظاهر هوتا ہے که رسالے کي بنیاد محکم اور امید افزا ہے -

رساله کا مقصد " هندوستاني خواتین میں اشاعت تعلیم ' اور انکے لیے مفید معلومات بہم پہنچانا " ہے - میں نے ایک دو نمبر دیکهے اور رساله کے مقصد اور مخاطبات کي حالت کے لحاظ سے انکو بہتر پایا - اکثر مضامین خواتین بهوپال اور مدارس نسوانیهٔ ریاست کي معلمات وغیره کے قلم سے نکلتے هیں اور ایک ایسے پرچے کیلیے یه ضرور موزوں ہے که اسکا زیاده تر مواد خود خواتین کا مہیا کرده هو -

لیکن تاهم کام بلند سے بلند تر هونا چاهیے - صرف چند مضامین کا اکٹها کردینا ایسي بات نہیں که کسي رساله کیلیے خصوصیت هو - یه بات پیشتر سے اور رسالوں میں بهي موجود ہے - ایک رساله جو ایک خاتون فرماں روا کے دار الحکومت سے نکلتا ہے ' ضرور ہے که کوئي امتیاز بهي رکهے - ایڈیٹر صاحب کو چاهیے که انگریزي رسائل پر نظر ڈالیں - تعلیم و تربیت نسواں کے صیغه میں ابتک هم نے کچهه بهي نہیں کیا اور لٹریچر کي یه شاخ بالکل خالي ہے - نہایت آساني کے ساتهه هر ماه ایسا مواد بہم پہنچایا جا سکتا ہے جو خاص طور پر تعلیم یافته عورتوں کے مذاق و اخلاق کي اصلاح کرے اور انکے لیے بلند درجه کي مگر آسان اور سہل زبان میں توسیع معلومات کا ذریعه هو -

اصلاح رسوم ' تعلیم مذهبي ' تصحیح اعتقاد ' تربیت اخلاق ' مبادیات علوم ' نتیجه خیز قصص و حکایة ' اور اس طرح کي صدها چیزیں هیں جو بغیر کسي کاوش و جهد تصنیفي کے لکهي جا سکتي هیں - بڑي ضرورت یه ہے که تعلیم یافته عورتوں کي سطح ترقي اهسته اهسته به نہج صحیح و به تحفظ اداب و اخلاق ' بلند کي جاے - محض چند مضامین کي اشاعت اسکے لیے کافي نہیں - خود ایڈیٹوریل حصے میں رسالے کے نصف سے زیاده صفحات صرف هونا چاهئیں -

عقل کل

سید ابوالحسن مرتبه - هیلٹن روڈ - دهلي - ۱۰ - آنه

سید صاحب نے اس رسالے میں اردو مختصر نویسي (شارٹ هینڈ رائٹینگ) کے قواعد مرتب کرکے لکهے هیں -

اردو میں مختصر نویسي کي ایجاد و ترتیب کي اس سے پہلے متعدد اشخاص کوشش کرچکے هیں لیکن پچهلے دنوں لکهنو میں یه ایجاد نه صرف تکمیل هي تک پہنچي ' بلکه گورنمنٹ کي اعانت سے عملي طور پر اسکا درس بهي شروع هوگیا اور اس وقت متعدد اشخاص سي - آئي - ڈي میں ملازم هیں - البته سخت ضرورت ہے که اسکا رواج عام طور پر هو -

معلوم نہیں لکھنو میں جو طریقہ مرتب ہوا ' وہ اس رسالے سے زیادہ جامع و بہتر ہے یا نہیں ؟

اس رسالے میں حروف تہجی کی مفرد علامتیں قرار دیکر پھر انکی ترکیب کے مختلف اشکال و طرق متعدد اسباق میں لکھے ہیں اور مشق کیلیے جا بجا عبارتیں دی ہیں -

انگریزی کی علامتیں موجود ہیں اور حروف مشترک ' اسلیے اردو مختصر نویسی کی ایجاد و ترتیب سے مقصود صرف یہ ہے کہ خاص عربی و فارسی حروف کی علامتیں اس طرح وضع کردی جائیں کہ مختصر نویسی کے اداب و شروط ہاتھہ سے نہ جائیں - چنانچہ سید صاحب نے تمام حروف عربیہ و عجمیہ کیلیے نئی علامتیں قرار دی ہیں اور انکے لیے خاص قواعد وضع کرکے مثالوں سے جا بجا واضع کیا ہے -

گورنمنٹ صوبجات متعدد اس ایجاد سے صرف پولیس کے صیغے میں مدد لے رہی ہے تاکہ پولیٹکل جلسوں وغیرہ کی تقریریں ضبط ہوسکیں - مگر ضرورت ہے عام طور پر اس سے فائدہ اٹھانے کی - سید صاحب دھلی میں اگر اپنے ایجاد کردہ قواعد کی تعلیم سے ایک دو شخص طیار کریں تو اشاعت رسائل سے یہ زیادہ بہتر ہو -

گلزار

ادب فارسی کے درس کیلیے یہ نیا مجموعہ بہت مفید ہوگا ' جسے اقا محمد کاظم شیرازی بی - اے - معلم فارسی بورڈ آف اگز امنرس کلکتہ اور میرزا ابو جعفر صاحب بی - اے - مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ نے خان لنگران ' سفر نامہ شاہ ناصر الدین ' تاریخ سلاطین ساسانی ' حاجی ابراہیم بیگ ' انوار سہیلی وغیرہ سے مختلف دلچسپ ابواب منتخب کرکے مرتب کیا ہے - قیمت درج نہیں -

مولوی غلام علی آزاد بلگرامی کی
دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

مولانا غلام علی آزاد اُن وسیع النظر محققین میں سے ہیں کہ ان کے ہات کی دو سطریں ہات آجاتی ہیں تو اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا - اہل ملک کی خوش قسمتی ہے کہ مولوی عبد اللہ خان صاحب (کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات سے دو نہایت اعلی درجہ کی تصنیفیں آج کل شایع ہوی ہیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعرائے متاخرین کا تذکرہ ہے - یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں ' اعلی درجہ کے ہیں ' ورنہ ازاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعری صحیح نہیں اور خزانۂ عامرہ اور ید بیضا میں انھوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے ' اکثر ادنی درجہ کے اشعار ہیں -

مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتدائے عہد اسلام سے اخیر زمانہ تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

دونوں کتابوں میں علم حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے الٹنے سے بھی ہات نہیں آسکتیں - میں آزاد کی روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کی وجہ سے اُن کی نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں ' لیکن مجھے امید ہے کہ شایقین فن ' شوق خریداری کا ثبوت دیکر ان کی روح سے شرمندہ نہ ہونگے - ملنے کا پتہ یہ ہے : عبد اللہ خاں صاحب - کتب خانۂ آصفیہ - حیدر آباد - دکن -

ادبیات

خلق عظیم

ایک خاتون کی آزادانہ گستاخی

اور

رسول اللہ کا حلم و عفو

صلی اللہ علیہ و سلم

" ہند " تھی پردہ نشین حرم بو سفیان
لقب " ہندہ جگر خوار " سے جو ہے مشہور
بار گاہ نبوی میں وہ ہوئی جب حاضر
اس ارادہ سے کہ ہو داخل ارباب حضور
عرض کی خدمت اقدس میں کہ " اے ختم رسل
دین اسلام ہے مجھکو بہ دل و جاں منظور
آپ ہم پردہ نشینوں سے جو بیعت لیں گے
کونسے کام ہیں جن کا کہ برتنا ہے ضرور " ؟

* * *

آپ نے لطف و عنایت سے یہ ارشاد کیا :
" پہلی یہ بات کہ ہو شائبہ شرک سے دور
دوسری یہ کہ نبوت کا ہے لازم اقرار "
بولی : " ان باتوں سے انکار نہیں مجھکو حضور "
پھر یہ ارشاد ہوا : " منع ہے اولاد کا قتل
اس شقاوت سے ہر اک شخص کو بچنا ہے ضرور "
عرض کی اسنے کہ " اے شمع شبستان رسل !
یہ وہ موقع ہے کہ عاجز ہے یہاں فہم و شعور
میں نے اولاد کو پالا تھا بڑی محنت سے
میں انھیں آنکھہ میں رکھتی تھی کہ تھے آنکھہ کا نور
بدر میں قتل انھیں حضرت والا نے کیا
ہم سے کیا عہد اب اسبات کا لیتے ہیں حضور " ؟

* * *

گرچہ یہ سوء ادب تھا غلطی پر مبنی '
گرچہ یہ بات تھی خود شیوۂ انصاف سے دور
اسکی اولاد نے خود جنگ میں کی تھی سبقت
لڑکے مارا کوئی جائے تو یہ کسکا ہے قصور ؟
لیکن آزادی افکار تھی از بسکہ پسند
آپ نے فرط کرم سے اسے رکھا معذور !

(ماخوذ از تاریخ طبری کبیر - غزوۂ بدر میں ہند کے دو لڑکے کفر کی حالت میں لڑکر مارے گئے تھے -)

(شبلی نعمانی)

مذاکرۂ علمیّہ

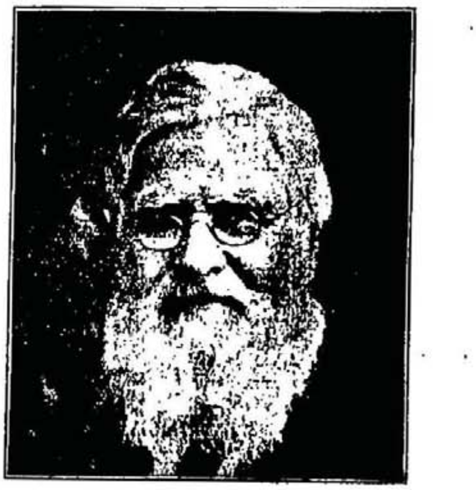

تراجم احوال

مذهب نشوؤ ارتقا کا ایک صفحه

ڈاکٹر رسل ویلس

موجوده عهد کا ایک طبیعي کبیر ' جو روحاني بهي تها

پچهلے دنوں ڈاکٹر رسل ویلیس کے انتقال کي خبر ریوٹر ایجنسي کے ذریعه تمام عالم میں پهیلي اور یورپ کے تمام علمي حلقوں میں ماتم کیا گیا که طبعییات کي موجوده مجلس علم ' اپنے ایک بهت بڑے رکن رکین سے خالي هوگئي -

پچهلي ڈاک میں جس قدر رسائل انگلستان اور امریکه سے آئے هیں ' اس ماتم علم سے کوئي خالي نهیں - هفته وار رسائل نے اسکے سوانح و حالات جمع کیے هیں ' علمي مجلات نے اسکے علمي کارناموں پر نقد و تبصره کیا هے - مصور رسائل نے مختلف عهد و حالات کي چهوٹي بڑي تصاویر شائع کي هیں - کوئي رساله اور کوئي اخبار نهیں جو اس تذکرے سے خالي هو - فطوبی لرجل ' یعیش و یموت في قوم ' یعرف اقدار الرجال !!

ڈاکٹر رسل ویلیس موجوده عهد کے صنادید علم میں سے تها - اسکي زندگي کے حالات عهد رواں کي متعدد شاندار علمي فتح مندیوں کي سرگذشت هے - ضرور هے که اردو پریس کا حلقه بهي اس سے بے خبر نه رهے ' اور گو بالاختصار ' لیکن اسکے حالات زندگي شائع کیے جائیں -

لیکن قبل اسکے که ڈاکٹر ویلس کے حالات لکهے جائیں ' ایک مختصر تمهید سے بعض پیش آنے والي اصطلاحات کو صاف کردینا چاهیے تاکه فهم مطالب میں عام قارئین کو دقت نهو -

ڈاکٹر رسل ویلس کي اصلي حیثیت یه هے که وه مذهب نشو و ارتقا کے کشف و ترتیب میں مشهور ڈارون کا ایک شریک و هم پایه هے -

وه علم الحیات (بیولوجي Biology) کا بهي ایک محقق ماهر تها - اسکي شهرت میں همیشه یه حیثیت بهي نمایاں رهي - تاهم جس چیز نے اُسے موجوده عهد علمي کے ایک رکن اعلی کي صورت میں عالم سے روشناس کیا هے ' وه مذهب ارتقا کي تالید و نصرت ' اور اسکے بعض اهم حصوں کي تدوین میں مساویانه شرکت هي هے -

اسلیے ضروري هے که مذهب ارتقا کا خلاصه پهلے بیان کردیا جاے -

(مذهب ارتقاء اور ادبیات اردو)

افسوس هے که اب تک اردو زبان میں اس مذهب کے متعلق کچهه بهي نهیں لکها گیا - زیاده افسوس اسپر که تعلیم یافته اصحاب کو اسکا حس بهي نهیں - تمام قوم میں شاید گنتي کے چند اشخاص نکلیں گے ' جنهوں نے ان چیزوں کا غور و فهم کے ساتهه مطالعه بهي کیا هوگا - جو لوگ اپنے الحاد اور ماده پرستي کو مغرورانه و فخارانه علوم مغربیه کي طرف نسبت دیتے هیں ' اور مذهب کے تذکره میں حکماء حال کا نام اس دعوے اور تعلق خاطر کے ساتهه لیتے هیں گویا انکے شجرۂ ملعونۂ الحاد کي طرح انکا شجرۂ نسب بهي آگے جا کر اُنهیں سے جا ملا هے ' در حقیقت یه اُنهي کا فرض تها که مذهبي تعلیمات کي تحقیر سے پهلے کم ازکم اُس چیز سے تو همیں روشناس کردیتے ' جس کي بنا پر وه ایسا کر رهے هیں ' اور جسکے غرور نے انکي نگاهوں کو خیره ' انکے قلب کو غیر مطمئن ' اور انکي زبانوں کو بے لگام کردیا هے ؟

وه مجبور تهے که همیں سب سے پهلے مذهب نشوؤ ارتقا سے واقف کرتے جو آج تخلیق عالم کا سب سے بڑا نظریه هے ' اور جو اب اسدرجه وسیع و رفیع هوگیا هے که بهت جلد اپني تمام مخالف نظریات پر فتح پانے والا هے -

ان لوگوں کا مایۂ ناز انهي علوم کا ادعا هے - وه همیں یقین دلانا چاهتے هیں که علوم کے مطالعۂ و استغراق نے اُنهیں مذهب سے بے پروا هونے کیلیے مجبور کردیا هے - اگر یه سچ هے تو کیوں اس استغراق و انهماک کے نتائج سے ملک و ملت محروم هے ؟

اصل یه هے که جهل اور ادعاء کي یک جائي کي کامل ترین مثال شاید هي کوئي اسي هوسکتي هے ' جیسي که یه برخود غلط گروه اپنے اندر رکهتا هے - وه دنیا کي هر شے سے واقف هے ' حالانکه اِسکا اُسے دعوی نهیں ' پر وه صرف اُسي چیز کو نهیں جانتا ' جسکے جاننے کا اُسے دعوی هے ' اور جسکے ادعاء کے پیدا کرده کبر و غرور سے اسکا دماغ دائم المرض هوگیا هے ! في قلوبهم مرض فزاد هم الله مرضا ' و لهم عذاب عظیم بما کانوا یکذبون (٢ : ٩)

اِس گروه نے علم و علم پرستي کي ایک نئي تعریف وضع کرلي هے اور اپنے اوپر اُسے پوري کوشش و جهد سے طاري کرکے بالکل فارغ البال هوجاتا هے -

انگریزي زبان کو رواني کے ساتهه بول لینا ' انگریزي طرز معاشرت کي تقلید اور اسکے رسوم کي مداحي سے کبهي نه تهکنا ' روزانه پائنیر یا اسٹیٹسمین کو خریدنا گو نه پڑهنا ' هر روز

بالکل نیا کالر استعمال کرنا ' کوٹ کے کالر کے نیچے کا ایک ٹکٹ ' جو کسي اونچے درجه کي دکان کا حواله دیتا هو ' اور مذهبي اعمال کي تحقیر اور تعلیمات مقدسه کے استخفاف میں بشدت سرگرمي - اس سے بھي بلند تر معیار یه که چند حکماء حال کے نام اور چند علوم و مذاهب علوم کي اصطلاحات کا اس طرح ذهن میں محفوظ رکھنا که جب کبھي مل اور اسپنسر کے بروز هونے کے ادعا کي ضرورت پیش آجاے تو بلا انتظار و تامل دهرا دي جاسکیں !

ذلک مبلغهم من العلم -

یهي علم اور ماهر علم هونے کے شرائط و ارکان ضروریه هیں ' جنکے حصول کے بعد هر شخص کو حق حاصل هو جاتا هے که مذهب و علم کے معرکے میں آخر الذکر کا لواء قیادت اپنے کاندھوں پر رکھه لے اور ساتھه هي مذهب کے شکست و فرار کا بلا تامل اعلان عام بھي کردے ! کذالک یجعل الله الرجس علی الذین لا یومنون !

یه کیسي عجیب بات هے که آجکل بعض تعلیم یافته اهل قلم تصنیف و تالیف کے میدان میں آتے بھي هیں تو اُن چیزوں پر قلم اُٹھاتے هیں جنھیں اگر وه رحم کرکے اوروں کیلیے چھوڑ هي دیں تو بہتر هے - میرے سامنے ایسي تمسخر انگیز مثالیں بہت سي هیں - ایک صاحب بي - اے هیں اور کہتے هیں که آجکل تفسیر القرآن لکھنے میں مصروف هوں ! ایک دوسرے صاحب هیں - وه سیرة نبوي لکھه رهے هیں ! ایک اور بزرگ هیں - وه اسلام کے مناقب و فضائل کي فکر میں شب و روز سر بزانوے تفکر و تفحص رهتے هیں ! ایک اور تعلیم یافته حضرت هیں - انھوں نے جدید علم کلام کي تدوین کي فکر میں راتوں کا سونا اور دن کا آرام ترک کر دیا هے !

حالانکه اگر یه نادان اپنے وقت کو ان چیزوں میں صرف کرنے کي جگه جنھیں وه نهیں جانتے ' اپنے دائرۂ علم و کار کي چیزوں میں صرف کریں تو ایک طرف زبان و ملت بھي علم سے بهره یاب هو ' اور دوسري طرف اُن نقصانات سے بھي ملک محفوظ رهے ' جو اس مداخلت بے جا سے بد بختانه اُسے پہنچ رهے هیں -

علوم جدیده کا تمام سرمایه یکسر محتاج نقل و تراجم هے - کیا همارے تعلیم یافته احباب انکے مطالعۂ و تصنیف سے فارغ هو گئے که اب اُنهیں موضوع کي تلاش میں حیراني هے اور مجبوراً با وجود جهل مطلق کے ' علوم اسلامیه کي طرف متوجه هونا پڑتا هے ؟

جب حالت ایسي هو تو پھر اسکے سوا کیا چاره هے که جو لوگ اِن کاموں کے اصلي اهل اور حقیقي ذمه دار نهیں هیں ' وهي بقدر اپني سعي و جهد کے اسکے لیے کوشش کریں - ممکن هے که ان لوگوں کي غفلتوں کیلیے انکي یه سعي موجب انتباه و احساس غیرت هو ' اور ملک و زبان کي اس درد انگیز حالت میں کوئي مفید تغیر پیدا هو جاے -

میں آجکل مذهب نشو و ارتقا کا مطالعه کر رها هوں - میرے ذرائع محدود اور بہترین وسائل مفقود هیں - تاهم بعض تصنیفات سے مجھے بہت نفع هوا - میں عنقریب الهلال کے باب " مذاکرۂ علمیه " کو کچھه عرصه کیلیے اس موضوع کے ساتھه مخصوص کرونگا - و ما توفیقي الا بالله - اصل یه هے که ان دن کاموں کو انسان کرے اور کہاں جاے ؟ مرحوم طالب نے میري زباني کہا هے :

اکنوں هجوم کار بود مانع وصال
گل پرشد آنچناں که در بوستاں گرفت !

(مذهب ڈارون)

مذهب ڈارون (Darvinism) سے مقصود خلقت عالم کا وه نظریه هے ' جو ڈاکٹر چارلس ڈارون (متوفي سنه ۱۸۸۲) کي طرف منسوب هے اور جس کو مذهب تحول (Metamor Phosis) اور مذهب نشو و ارتقا (Progress and Developmint) بھي کہتے هیں -

اس نظریه کا مقصد یه هے که دنیا کي هر شے اور علی الخصوص تمام احیاء ارضیه ایک هي اصل یا معدودے چند اصلوں سے پیدا هوئیں اور پھر مختلف قوانین طبیعیه کے ماتحت اُن میں تغیرات و تحولات هوتے رهے - یہاں تک که جسم حیواني بتدریج ترقي کرتے کرتے انسان تک پہنچ گیا -

جسم حیواني گویا نشو و ترقي کي ایک زنجیر هے ' جسکي آخري کڑي انسان کا وجود هے :

هفصد و هفتاد قالب دیده ام

پس موجودات ارضیه میں جسقدر انواع و اقسام نظر آرهے هیں یه سب در اصل ایک هي اصل سے مبدل و متغیر هوے -

مسئلۂ تخلیق میں دوسرا مذهب ' " مذهب انواع " هے جو کہتا هے که هر حیوان کي نوع ابتدا هي سے مستقل هے اور هر نوع اول مرتبه جب مخلوق هوئي ' تو وه ویسي هي تھي ' جیسي که آج پائي جاتي هے -

احیاء ارضیه کي هم نے تخصیص اسلیے کي که سب سے پہلے ڈارون نے حیوانات کي انواع پر بحث کي تھي ' ورنه در اصل اس مذهب کا موضوع عام هے اور جو لوگ اسکے قائل هیں ' وه قانون ارتقاء کو تمام موجودات عالم پر حاوي تسلیم کرتے هیں -

اصلاً یه نظریه نیا نهیں هے - حکماء یونان کے بعض غیر معروف مذاهب میں اسکے اشارے پائے جاتے هیں - حکماے اسلام میں بھي متعدد مصنفین نے اسپر زور دیا ' علي الخصوص ابن مسکویه اور مصنفین رسائل اخوان الصفا نے - خود یورپ میں بھي ڈارون سے بہت پہلے بعض فرانسیسي اساتذۂ علم اس نظریه پر کتابیں لکھه چکے هیں - لا مارک ' ویتین ' هلیر وغیره نے نهایت صاف لفظوں میں نشو و ارتقا کو بیان کیا هے -

لیکن ڈارون کي مزیت اور شرف اصلي یه هے که وهي پہلا شخص هے ' جس نے اس نظریه کو قواعد علمیه پر منطبق کیا اور اس طرح ترتیب و تدوین کي که علم تشریح ' علم الحیوانات ' علم وظائف الاعضا ' علم آثار قدیمه ' علم طبقات الارض وغیره کے ستونوں پر اسکي چھتیں محکم و استوار هو گئیں - حالانکه اس سے پہلے صرف هوا پر معلق تھیں -

البته اس حقیقت سے خود ڈارون اور اسکے مخصوص حامیوں کو بھي انکار نه تھا که اس مذهب کي تاسیس و تدوین کے شرف میں ڈارون کے ساتھه بعض دیگر اساتذۂ علم بھي حظ مساوي رکھتے هیں - اور انکي تحقیقات بھي اس بارے میں اس درجه قیمتي هیں که اگر انکو الگ کر دیا جاے تو اس مذهب کي تکمیل کا موجوده شیرازه بالکل درهم برهم هو جاے - ازانجمله ایک ڈاکٹر رسل ویلیس بھي هے ' جس کے انتقال نے آج یورپ کے تمام علمي حلقوں کو سوگوار بنا دیا هے -

(نوامیس اربعه)

مذهب نشو و ارتقا کا اصل اساس یه چار قوانین طبیعیه هیں :

(۱) تنازع البقاء - یعني اسٹرگل فار اگزیزٹنس
Struggle for Existence

(۲) انتخاب طبیعي - یعني نیچرل سلیکشن
Natural Selection

اسي کا نتیجه قانون " بقاء اصلح " ھے - یعني " سروائي ویل اف دي فیٹسٹ " (Survival of the fittest)

(۳) قانون وراثت - یعني لا آف ان هیری ٹنس
Law of In heritance

(۴) قانون مطابقة - یعنی ٹیل یوا لوجي Teleology

(تشریح نوامیس اربعة اساسیه)

لیکن ڈاکٹر رسل ویلس کے مختصر حالات لکھتے ہوئے ضرورت ھے که کم ازکم قارئین کرام اُن نوامیس اساسیه پر ایک سرسري نظر ڈال لیں جو اس مذھب کا اصل اصول ھیں کیونکه آگے چلکر وہ پڑھیں گے که ڈاکٹر رسل کا بڑا کارنامه انھیں قوانین میں سے ایک قانون کا کشف و مطالعه ھے -

(تنازع البقاء)

" تنازع البقا " سے مقصود یه ھے که تمام حیوانات ارضیه زندہ رھنے اور زندگي کو قوي و صحیح کرنے کیلیے باھم ایک دوسرے سے متنازع ھیں - ان میں سے ھر وجود کوشش کرتا ھے که اپنے تئیں باقي رکھے اور اپني تعداد اور قوت کو زیادہ کرے - اگر اسمیں کوي دوسرا وجود مزاحم ھو تو اُسے پامال کردے -

" حیوانات " کي خصوصیت. اس بنا پر کي گئي که سردست اس مسئله کو اصلیت انواع حیوانیه کي حیثیت سے پیش کرنا ھے ورنه در اصل یه ناموس فطرة عام ھے اور " حیوانات ارضیه " کي جگه بہتر ھے که " موجودات ارضیه " کا لفظ بولا جاے - سمندر کي موجیں جب کناروں سے ٹکراتی ھیں اور واپس ھوتے ھوے اسکي هستي خاکي کا ایک بڑا حصه اپنے ساتھه لیجاتي ھیں ' تو کیا یه بھي اسي تنازع بقاء کي ایک مثال نھیں ھوتي ؟

فطرة الہیه نے هستي اور وجود کے بقاء کي طلب ھر شے میں ودیعت کي ھے اور وہ جب سے جھدگاہ عالم میں موجود ھے ' صرف یھي کرتي آئي ھے که اپنے تئیں باقي رکھنے کیلیے ھاتھه پانوں مارے اور خود کو ھلاک و ضائع ھونے سے بچاے - چونکه یه جد و جھد ھر وجود میں ھے ' اسلیے دنیا مجاھدات حیات اور طلب بقا کا ایک میدان جنگ بن گئي ھے ' جسمیں ان گنت اور لا تحصی حریف باھم ایک دوسرے سے لڑ رھے ھیں ' اور ھر حریف دوسروں کو پامال کرنا اور صرف اپنے ھي وجود کو باقي رکھنا چاھتا ھے - یه تنازع ' وجود و حیات کي ابتدائی و کم ترقي یافته صورتوں سے لیکر خلقت حیواني کي انتہائي صورتوں تک میں موجود ھے ' اور انسان میں خاندانوں ' جماعتوں ' آبادیوں ' قوموں ' اور ملکوں کی باھمی کشاکش بھي اسي میں داخل ھے -

پھر عالم اجسام سے باھر بھي یھي قانون کارفرما ھے - اور جسطرح جسم اسکا میدان کارزار ھے ' اُسی طرح دماغ بھي معرکه گاہ ھے - اعتقادات و خیالات ' علوم و فنون ' اخلاق و عادات ' رسوم و اوضاع ' یه تمام چیزیں بھی اسي تنازع بقاء کے زیر اثر اپني اپني هستي کے قیام کیلیے ایک دوسرے سے لڑ رھي ھیں اور چاھتي ھیں که انکے سوا اور کوئي شے زندہ و باقي نه رھے -

(الانتخاب الطبیعي یا بقـاء الاصلـح)

دوسرا قانون " انتخاب طبیعي " ھے - اور اسي کا عمل " بقاء اصلح " ھے -

زندگي اور بقا کا یه تنازع ' اور جد و جھد حیات کا یه تصادم و تسابق ' جو تمام سطح ارضي میں جاري ھے ' بالآخر اس نتیجه تک پہنچتا ھے که قوة قاھرۂ فطرة اُن میں سے ارفق و اصلح کو منتخب کرلیتي اور اضعف و ادنی کو چھانٹ دیتي ھے - یعني اس باھمي جنگ کا نتیجه یه نکلتا ھے که ایک عرصے کے باھمي مقابلے اور جد و جھد کے بعد وھي زندہ اور باقي رھتا ھے ' جو اوروں سے زیادہ قوي ' زیادہ صحیح ' زیادہ صالح و سالم ' اور اسلیے زندگي و بقا کا زیادہ مستحق ھے - جنکے اندر ضعف و نقص ھوتا ھے اور صحت و صلاح سے محروم ھوتے ھیں ' وہ رفته رفته اس جنگ و تنازع کي مقاومت سے عاجز آکر ضائع و ھلاک اور نا بود و مفقود ھو جاتے ھیں -

یه قانون بھي عالمگیر ھے اور ھر شے پر حاوي - جمادات و نباتات اور حیوانات ادنی و اعلی ' کوئی بھي اس سے خالي نھیں - جسمانیات و ذھنیات کے کسي عالم میں نکل جائیے - ھر جگه آپکو اُن رفتگان پیشین کے قبور و اموات نظر آئیں گي ' جو اپني جھد حیات میں ناکام رھے ' اور ضعف نے قوت سے اور نقص نے صحت و صلاحیت سے بالآخر شکست اٹھائي -

" زندگي قوت اور موت ضعف ھے "

(المطـابقـة)

وجود حیواني بیروني اثرات سے موثر ھے - وہ غذا جو وہ کھاتا ھے ' وہ وسائل و ذرایع جنکے ذریعه اُسے غذا میسر آتي ھے ' وہ آب و ھوا جسمیں وہ نشو و نما پاتا ھے ' وہ تمام طرق معیشت و حیات جو اُسے حاصل ھوے ھیں ' ان سب کے [illegible] وہ یکسر انفعال ھے ' اور اِن میں سے ھر ایک اسکے جسم و اعضا پر اثر ڈالتی ھے -

قانون مطابقة سے مقصود [illegible] سب [illegible] ھیں اور ایک مدت مدید [illegible] ھے [illegible] بھي وہ اختلافات جسم و صورت و فعل پیدا ھوجاتے ھیں [illegible] بنا پر ھم ایک نوع حیواني [illegible] دوسري نوع انساني سے الگ [illegible] ھیں -

مثلاً شیر کے متعلق [illegible] معلوم ھے که وہ ایک گوشت خور جانور ھے - اسکا معدہ [illegible] و حار ھے تاکه ھر طرح کے گوشت کو ھضم کرسکے - اسکے دانت بڑے اور تیز ھیں تاکه پوري قوت سے سخت سے سخت حیوان کا گوشت چبا سکیں - انکے پنجے بڑے بڑے ھیں تاکه اپنے شکار کو ایک ھي وار میں پھاڑ سکیں -

لیکن اگر یھی شیر کسي ایسے ملک میں نشو و نما پاتا جھاں گوشت میسر نه آتا که دانتوں سے چبایا جاے - جھاں وہ گرم و خون آلود غذائیں نه ملتیں ' جنھیں قوي تر آلات ھضم کے ذریعه ھضم کیا جاے ' اور جھاں ایسے حیواني شکار نه ملتے ' جنکو خونخوار پنجوں سے پکڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کیا جاے - ایک جنگل ھوتا جسمیں صرف اغذیۂ نباتاتي ھوتیں ' سبز پتوں اور گھانس کي شاخوں کے سوا اور کوئي شے میسر نه آتي ' اور شیر کو ایک ایسے زمانۂ ممتد تک جو اس انقلاب طبیعي کیلیے [illegible] ھے وھاں رھنا پڑتا تو اسکي کیا حالت ھوتی ؟ چند دوروں [illegible] بعد اُسکا معدہ اور اسکے آلات ھضم بالکل بدل جاتے ' اُسکے [illegible] سے بڑے بڑے تیز دانت لے لیے جاتے ' اور خونخوار پنجوں کی جگھه نرم و دوابی ناوے اور ملائم ھتیلیاں پیدا ھو جاتیں

کیوں ؟ اسلیے که یه تمام آلات [illegible] اسلیے تھے که جس طرح کي غذا اُسے میسر آتی تھي ' اسکے [illegible] اُن کی ضرورت تھي ' لیکن گھانس اور پتوں کے [illegible] اور ھضم کرنے کیلیے اب انکي ضرورت باقي نه رھي

اُس صورت میں شیر کي موجودہ [illegible] سے بالکل ایک مختلف چیز ھمارے سامنے ھوتی ' اور قیاس [illegible] که یه کوئي نوع خاص ھے

پھر تھوڑي دير کيليے فرض کرو کہ اُس شير کو کوئي ايسي جگہ معيشت کيليے ملي ھوتي ' جہاں زمين ھر طرح کي غذاؤں سے خالي ھوتي اور اُسے نا چار اپني غـذا کيليے پاني ميں اُترنا پڑتا يا کسي نہر ميں سے گذرنا پڑتا ' تو اس صورت ميں ايک عرصے کے بعد يقيـناً شير کي ايک ايسي نسل طـيار ھو جاتي ' جسکے پاس تيز دانتوں اور خونخوار پنجوں کي جگہ پيرنے کے کيليے مناسب اعضا ھوتے -

گرم و سرد اور خشک و تر ممالک کے اختلافات مرز بوم نے ايسے ھزارھا انقلابات حيوانيہ پيش کيے ھيں جو قانون مطابقة کي تائيد کرتے ھيں - برفستاني ملکوں کے جانور منطقۂ حارہ کے قرب ميں آکر اپنے اُن تمام بڑے بڑے بالوں سے محروم ھوگئے جو فطرة نے اُس سرد ملک کي برف سے محفوظ رھنے کيليے انھيں عطا کيے تھے -

(الوراثـة)

يہ قانون طبيعي عام اور اسکا مقصود اسکے نام سے واضح ھے -

ھر شخص جانتا ھے کہ وہ تمام صفات عرضيہ جو والدين ميں اختلاف احوال وسط (گرد و پيش) اور اثر معيشت و مرز و بوم سے پيدا ھوتے ھيں ' وہ انکي اولاد ميں منتقل ھوتے ھيں ' اور اسکا مشاھدہ ھر روز ھر شخص کرتا ھے -

ليکن مذھب نشو و ارتقا نے اسپر دوسري نظر ڈالي ھے - يہ اثرات جو آبا و امہات سے اولاد ميں منتقل ھوتے ھيں ' ان ميں ايک دور و تسلسل قائم ھوگيا ھے - يکے بعد ديگرے ھر والدين اپنے والدين کے اثر کو قبول کرتے ' ساتھہ ھي نئے نئے اثرات خاص حاصل کرتے ' اور پھر اس مرکب و مجموعي اثر کو اپني اولاد کيليے چھوڑ جاتے ھيں - يہ سلسلہ برابر بڑھتا جاتا ھے اور اپنے نتائج تدريجي جمع کرتا جاتا ھے - يہاں تک کہ ايک زمانۂ ممتد کے بعد وہ تمام اختلافات عرضيہ ' اختلافات جوھريہ بن جاتے ھيں ' اور ايک نئي نوع و قسم پيدا ھو جاتي ھے -

مثلاً کسي خاص نوع کو اپنے سامنے رکھو - اسکے ايک گروہ نے چند خاص اثرات حاصل کيے اور وہ اسکے بعد انکي اولاد ميں بھي بر بناے قانون وراثت منتقل ھوے ... نسل اُن اثرات کے ساتھہ اپني خاص خاص حالتوں ميں رھي ... اس طرح اور چند نئے اثرات بھي اُس نے قبول کرليے - اب انکي اولاد جو پيدا ھوئي ' اُسے وہ صرف اپنے اجداد ھي کا اثر ورثے ميں ملا ' بلکہ وہ مجموعي اور مرکب اثر ملا ' جسميں ايک عنصر اثرات قديم اجداد کا ' اور ايک عنصر اثرات جديدۂ والدين کا تھا -

يہ نسل بھي پھيل گئي اور اپنے مخصوص حالات معيشت سے خاص خاص اثـرات قبول کرتي رھي - اب اسکا ورثـہ اسکے والدين و اجداد کے اثرات وراثة کے ساتھہ ' اسکے مختص اثرات سے ملکر مرکب ھوا ' اور اس سے جو نئي نسل پيدا ھوئي ' اسکے ورثے ميں يہ جديد مرکب اور مجموعۂ اثـرات آيا -

اسي طرح نسلاً بعد نسل قانون وراثت کا دور قائم رھتا ھے اور اثرات معيشت و زندگي طرح طرح کے امتزاج و آميزش سے مرکب ھوتے اور قسم قسم کي صورتوں اور حالتوں ميں منتقل ھوتے رھتے ھيں -

اب ديکھو کہ ھزاروں اور لاکھوں برسوں کے اندر يہ اثر وراثت نئے نئے اثرات کے اضافہ و ترکيب کے بعد کس درجہ مختلف اور متغير ھو جاتا ھوگا ؟ اور وہ پہلا اثر وراثت جو کسي نوع کي اولين نسل نے اپنے آبا و اُمہات سے پايا تھا ' اُس حالت سے کس درجہ مختلف و متضاد ھوگا ' جو قرون مديدہ اور سنين متواليہ کے جلب و تاثير کے بعد آج اُسکي نسل ميں پائے جاتے ھيں ؟

مـذھب نشو و ارتـقا کے حمـاة کہتے ھيں کہ يہي حـالـت ھمارے نظريہ کي تصديق کرتي ھے - تم آج حيوانات کي جن اشکال کو مختلف نوعوں ميں ديکھتے اور تعبـير کرتے ھو ' انـکا اختـلاف نوعي در اصل اُنھي اثرات طبيعيہ کا نتيجہ ھے جو بر بنـاے انفعال و استجلاب طبيعة حيواني ' اُس پر موثر ھوے ' اور پھر نسلاً بعد نسل نئے نئے اثرات سے مرکب ھو ھو کر قانون وراثت کي بنا پر منتقل ھوتے رھے - يہاں تک کہ ايک زمانۂ ممتد کے تغيرات سے اختلاف عرضي نے اختلاف جوھري کي سي صورت اختيار کرلي ' اور يہ اختلافات بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھے کہ ايک ھي نوع سے مختلف انواع و اقسام پيدا ھوگئے -

يہ ضرور ھے کہ قانون وراثت کي بنا پر جو اختلافات پيدا ھوتے ھيں ' وہ ابتـدا ميں محض بسيط ھوتے ھيں ' ليکن يـہ ياد رکھنـا چاھيے کہ مذھب ارتقاء ميں ھر تغير کيليے ايک عظيم الشان امتداد وقت شرط ھے - اور ھـزاروں لاکھوں برسوں کے بعد اُن اختـلافات بسيطہ کو اختلاف نوعي کا موجب بيان کيا جاتا ھے -

اس تمہيدي توضيح و تشريح کے بعد اب ھم ڈاکٹر ويلس کے حالات کي طرف متوجہ ھوتے ھيں -

(نـام ' نسب ' ولادت ' تعليم)

ڈاکـٹر ويلس کا پورا نام الفريـڈ رسل ويلس ھے - نسب کے متعلق اسقدر يقيني ھے کہ انکا باپ اسکاچ خاندان سے تھا -

الفريڈ رسل اسکا ساتواں بيٹا ھے - سـنہ ۱۸۲۳ ع ميں اسک واقـع مان مارتھہ شاسٹر ميں پيدا ھوا - ايام طفوليت يہيں گذارے ' اور يہيں اس ذوق تاريخ طبيعي کا آغاز ھوا جس نے آگے چلکے الفـريڈ رسل کو ايک بہت بڑا طبيعي بنا ديا -

۴ - برس کي عمر ميں وہ اپنے گھر والوں کے ساتھہ ھـر تفورڈ چلا گيا اور ايک مدرسہ ميں داخل ھوگيا -

ھر تفورڈ ميں اسکي تعليم کے متعلق اھـم ترين واقعہ يہ ھوا کہ اسـکا باپ شہر کے کتـبخانہ کا ناظـم ھوگيا - کم سن ويلس اپنے فرصت کے گھنٹے اس کتبخانہ کے ايک گوشہ ميں بيٹھـکے يوں بسر کرتا کہ اٹھارويں صدي کے اعلى ذخيرۂ ادب کے ساتھہ طبع آزمائي کرتا -

۱۶ - برس کي عمر ميں اس نے اسکول چھوڑ ديا اور اپنے بھائي جان کے ساتھہ رھنے کے ليے لنـدن بھـيجا گيا - جان ھيمپسٹيڈ روڈ ميں ايک بلڈر (جہاز ساز ' عمارت ساز ' معمار وغيرہ) کے يہاں کام سيکھتا تھا -

اگرچہ اسکے صرف چند ماہ وھاں بسر ھوے تاھم اُسکے خصائل پر اسکا بہت بڑا اثر پڑا - اسکا بھائي جان شام کو زيادہ تر ايوان علم (ھال آف سائنس) ميں رھتا تھا - يہ ھال ٹـاٹين ھمکورٹ روڈ ميں تھا اور ايک اولين علمي کلب کي حيثيت رکھتا تھا - اسکے بعد ميکنکس انسٹيٹيوٹ قايم ھوا جو گويا ترقي يافتـہ دستکاروں کا ايک عمدہ مجمع تھا - يہاں کي معمولي نشستگاھوں کي فضائيں بھي روبرٹ ڈيل اوين کے اثر سے لبريز تھيں جو راہ اشتراکيت و اتحاد عمال (سوشيا ليزم) کے مشہور ھموار کرنے والوں ميں سے تھا - يہي زمانہ تھا جب ويلس نے اختصاص قوميت و ارض (لينڈ نيشليزيشن) اور اسي قسم کي ديگر تحريکوں ميں دلچسپي ليـنا شروع کي -

(آغاز شہـرت)

ڈاکٹر ويلس کي اصلي شہرت سب سے زيادہ ايک عالم الحيات اور موئيد اصول ارتقائي حيثيت سے ھے - اسکي زندگي کا مرکزي واقعہ اور اسکي شہرت کي سب سے زيادہ دور يا بنياد يہ ھے کہ اُس نے مسـئلۂ ارتقا کے اس عہد کے متعلق اپني اکتشافات سے راہ

تحقیق کھولی ' جو اصول انتخاب طبیعی کی بنا پر انواع طبیعیہ کے آغاز اور انکے ارتقا کا عہد ہے -

انیسویں صدی کے نصف اول تک انگلستان میں طبعییات نہایت کس میرسی کے عالم میں تھے ' اور تاریخ طبیعی کے لیے مقبول عام تعلیم میں کوئی جگہ نہ تھی - اسلیے کم سن ویلس کیلیے ضرور ہوا کہ ان تحقیقات کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے جو اسکو شہرت اور دولت کا ایک معتدل حصہ دلوانے والی تھیں - اس نے اس میدان میں سب سے پہلا قدم سنہ ۱۸۳۷ کے موسم گرما میں رکھا ' جبکہ اُسکا بڑا بھائی ولیم اُسے اپنے ساتھہ لے گیا تھا تاکہ زمین کی پیمایش کے کام میں مدد لے -

ولیم اسوقت بیڈ فورڈ شائر میں پیمایش کا کام کرتا تھا - وهیں اس چودہ برس کے لڑکے کو بھی لیگیا - آئندہ سات برس تک یہ دونوں بھائی پیمایش کی تقریب سے جنوب انگلستان اور ویلز کے بڑے بڑے حصوں میں پھرتے رہے - اس گشت و سیاحت کی وجہ سے انکو زیادہ تر میدانوں میں رهنا پڑا اور اسطرح انھوں نے زمین کی مختلف سطحوں کا خوب مطالعہ کیا -

ایک دوست کے اتفاقیہ ریمارک سے ویلس کو جنگلی پھولوں کے متعلق بعض امور کے سمجھنے کی ترغیب ہوئی - اور وہ ایک حد تک اس ایک شلنگ کی کتاب کے لے لینے سے پوری ہو گئی جو انجمن اشاعت علوم مفیدہ نے شائع کی تھی - اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسکی طبیعت آغاز عمر هی سے اس قسم کے مطالعہ کے لیے پوری طرح طیار تھی -

(امیزن پر سفر)

۲۱ - برس کی عمر میں ویلس نے پیمایش کا کام چھوڑ دیا کیونکہ اسمیں زیادہ کامیابی کی امید نہ تھی اور لیسٹر کے ایک اسکول میں ملازم ہو گیا - اُس نے پہلے پہل یہاں تحقیقات علم النفس میں دلچسپی لی اور یہیں اُسے اسپریچولیزم (روحانیات و استحضار ارواح) کی صحت کا یقین آگیا جو اسکی زندگی کا بہت بڑا واقعہ ہے - یہاں تک کہ وہ ایک پکا اسپریچولیسٹ (روحانی) ہو گیا -

یہیں اس سے اور مشہور طبیعی اور سفر نگار ' ڈاکٹر بیٹس ہنری والٹیر سے شناسائی ہوی جو بعد میں ایک ایسے سفر نامہ کا مصنف ہوا ' جو انگریزی زبان میں آجکل بہترین سفر نامہ مانا جاتا ہے -

بیٹس ایک بہت بڑا عالم علم الریاح (Entomologist) تھا - ویلس ابھی تک صرف علم النباتات هی پر قانع تھا مگر بیٹس کی مثال اور اسکے نشاط و شغف کار کو دیکھکے تتلی اور بھونروں (Beetles) کو جمع کرنا شروع کیا -

لیکن تھوڑے هی عرصے کے بعد دونوں دوستوں کو معلوم ہو گیا کہ قدرت کے دریافت کرنے کے لیے انگلستان میں کافی میدان نہیں هیں - پس ان دونوں نے اس امید پر کہ مصارف سفر ان اشیاء کی قیمت سے نکل آئینگے جورہ جمع کرکے لائینگے ' گرم ممالک میں سفر کرنے اور اسی کے ساتھہ گرم ممالک کی زندگی کے متعلق علمی معلومات حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا -

سنہ ۱۸۴۸ ع میں وہ اس غرض سے پیرا گئے کہ وادی امیزن کی تفتیش کریں - وادی امیزن وهی مقام ہے ' جسکی طرف " وایج آف دی امیزن " کی اشاعت نے لوگوں کی توجہ مبذول کر دی تھی -

یہ دونوں چار برس تک باهر رہے - انکے تجارب و مشاهدات نے دو اول درجہ کی اهم کتابیں تیار کیں :

ایک " دریاے امیزن " مولفہ بیٹس مطبوعہ سنہ ۱۸۶۴ ع اور دوسری " سفرنامہ امیزن و ریو نیگرو " مولفہ ویلس مطبوعہ سنہ ۱۸۵۳ ع -

اگرچہ موخر الذکر کتاب کی صرف پانچسو کاپیاں چھپوائی گئی تھیں مگر با ایں همہ کل کاپیاں کہیں دس برس میں جاکر فروخت ہوئیں !

تاهم انھوں نے اپنے مصنف کو طبیعیین کی مجلس میں روشناس کردیا ' اور ان مقامات کی تاریخ طبیعی میں ایک گراں بہا اضافہ تسلیم کی گئیں جن مقامات سے انمیں بحث کی گئی تھی -

اسکے بعد بیٹس اور ویلس علحدہ ہوگئے اور دونوں نے اپنے لیے مختلف میدان عمل انتخاب کیے -

ویلس نے جو اندوختہ اشیاء بھیجی تھیں وہ بہت تھیں اور گو ایک چالان جسمیں بہت سا سامان تھا ' راستہ هی میں جہاز پر جلگیا مگر با ایں همہ ان اشیاء کی قیمت سے اسکے مصارف کی ادائگی کے بعد ایک معتدل رقم پس انداز بھی ہوگئی -

لندن میں مختصر قیام کے بعد جسکے اثناء میں اس نے علم الحیات کے متعلق اپنی معلومات کو وسیع کیا اور ڈارون نیز هکسلے کے حلقے کے اثرات قبول کیے ' وہ مشرق کی طرف روانہ ہوا - اس مرتبہ اس نے عزم کر لیا کہ وہ ملایا کے مجمع الجزائر کی ضرور تفتیش کریگا جو ایک طبیعی کیلیے بہت سے غیر پامال میدان تفتیش اپنے اندر رکھتے هیں - یہ دوسرا سفر تھا جسکے اثنا میں اسے اپنے زندگی کے سب سے بڑے اکتشاف کا سراغ ملا -

(ملایا میں آغاز عمل)

سنہ ۱۸۵۴ ع کے آغاز میں ویلس سنگا پور روانہ ہوا - اور پورے آٹھہ برس اس نے ملایا کے مجمع الجزائر میں گشت لگایا - وہ ان مختلف اور عجیب و غریب اشکال حیات کا مطالعہ کرتا رہا جو اسے وهاں ملیں ' اور ان مسائل پر غور و خوض کرنے میں مصروف رہا جو ان اشکال حیات کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے - اسکے مصارف ان اندوختہ اشیاء کی قیمت سے نکلتے رهتے تھے جو وہ وقتاً فوقتاً گھر بھیجتا رهتا تھا - اس نے ایک وافر سرمایہ معلومات کا جمع کر لیا اور اسکے بعد هی بیش بہا اور اهم کتابوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا -

اس سلسلے کا آغاز سنہ ۱۸۶۹ ع میں " سفر نامہ مجمع جزائر ملایا " سے ہوا تھا اور پھر " طبیعت ممالک حارہ " (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۸ ع) " تقسیم حیوانات جغرافی " (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ ع) کے بعد " حیات جزیرہ " (مطبوعہ سنہ ۱۸۸۰ ع) پر ختم ہو گیا -

ادھر علم الحیات کے متعلق یہ تمام کتابیں شائع ہوئیں اُدھر اسکا وہ اکتشاف عظیم جسکا ذکر آگے ایگا ' اُسکی غیر حاضری میں انگلستان کے علمی حلقوں کے آگے رو نما ہوا ان تازہ حالات نے یکایک اسکے آنے والے کار ناموں اور چھپے ہوے کمالات کے چہرے سے نقاب اُلٹ دی - یہاں تک کہ جب سنہ ۱۸۶۲ میں وہ لندن واپس آیا ہے تو بزرگتر ڈارون کے علاوہ اپنے نام کو علمی دنیا کے اس گوشے سے اس گوشے تک مشہور پایا !!

ملایا کے مجمع الجزائر اور امیزن ویلی کی عجیب و غریب اشکال حیات میں کوئی شخص یہ غور کیے بغیر نہیں رهسکتا کہ یہ گونا گوں و بو قلموں انواع حیات کیونکر وجود میں آئیں ' اور انھوں نے اپنے یہ عجیب و غریب خواص کیونکر حاصل کیے ؟ سنہ ۱۸۳۶ ع میں بیگل سے واپسی کے بعد جسوقت ڈارون ڈارن میں

اس سوال پر غور کر رہا تھا ' ٹھیک اسی زمانے میں ویلس بھی اپنی تنہا سیر و سیاحت کے اثنا میں اسی سوال پر سر بزانوے تفکر و تفحص تھا - ڈارون نے اپنے مخصوص صبر و تحمل کے ساتھہ ۲۰ - سال ایک نظریہ کی ترتیب میں صرف کیے جو اس سوال پر غور و فکر کا نتیجہ تھا - یہ نظریہ اسکے دل کے تاریک تجسس کدے میں بجلی کی سی روشنی اور بجلی ہی کی سی سرعت کے ساتھہ نمودار ہوا تھا ' جبکہ وہ مشہور مالتھس کا مقالہ " آبادی " کے عنوان پر سنہ ۱۸۵۸ میں پڑھ رہا تھا - ایسا ہی حال ویلس کا بھی ہوا جبکہ وہ بخار کی شدت میں مبتلا تھا ' اور اسکی وجہ سے اپنے تمام اعمال علمیہ کے ترک کر دینے پر مجبور ہو گیا تھا - بیکاری اور علالت کی تکلیف دہ تاریکی میں یکایک علم کی مسرت اور خوشی کی ایک روشنی نظر آئی ' اور کسی چیز نے خود بخود " مالتھس " کے مقالات کی یاد پیدا کر دی - وہ گو انہیں بارہا پڑھ چکا تھا لیکن اس نے ایک تازہ ترین ذوق کے ساتھہ انکے صفحات پر نظر ڈالی اور اسی وقت اسکے قلب پر القاء علمی کا نزول شروع ہوگیا -

(یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ مالتھس نے انسانی آبادی و عمران پر بحث کی ہے اور خاص طور پر اپنے مضمون میں ان اسباب و علل پر نظر ڈالی ہے جو انسان کی ابتدائی اقوام کی آبادی کو افزائش و ترقی سے روک دیتے ہیں - مثلاً جنگ ' متعدی امراض ' حوادث طبیعیہ ' قحط سالی ' وغیرہ وغیرہ)

(بقاء اصلح)

ویلس خود لکھتا ہے ' اور اس سے زیادہ بہتر کیا ہو اگر اسے دیکھنے کیلیے خود اسکی زبان آنکھہ کا کام دے ؟

" جبکہ میں مالتھس کا مطالعہ کر رہا تھا ' تو مجھے خیال ہوا کہ یہی اسباب عام حیوانات میں بھی موثر و کارفرما ہیں - چونکہ حیوانات کی پیدایش انسان کی پیدایش سے زیادہ ہے اسلیے ان مہلک اسباب کی وجہ سے انکی بربادی بھی زیادہ وسیع و عظیم ہونی چاہیے تاکہ ہر نوع کی صرف مناسب اور ضروری تعداد ہی قدرت محفوظ رکھے -

حیوانات میں سلسلۂ توالد و تناسل برابر جاری ہے - اکثر جانوروں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک ہی وقت میں پانچ پانچ چھہ چھہ بچے جنتے ہیں - اسے آگے بڑھتے ہیں تو ایک ہی وقت میں بیس بیس انڈوں کو سیکتی ہوئی مرغیاں نظر آتی ہیں - اور ترقی کیجیے تو ایک ہی وقت میں سیکڑوں تک کی تعداد روح حیوانی کے ضعیف و کم اعضا مظاہر میں ملیگی -

یہ سلسلہ ایک ان گنت اور ما فوق التخمین زمانۂ ماضی سے جاری ہے پس اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ اس وقت تک ان حیوانات کی کثرت سے تمام کرۂ ارضی چھپ گیا ہوتا اور انسان کو بسنے کیلیے جگہ نہ ملتی ؟

مگر ایسا نہیں ہے اور دیکھنے میں بھی سال بسال انکی افزایش نسل کا کوئی تدریجی ثبوت نظر نہیں آتا -

اسکا سبب یہی ہے کہ قدرت نے ہر طرح کے حیوانات کی ایک خاص تعداد ضروری سمجھی ہے اور اس سے زیادہ ہونے نہیں دیتی - اسباب موانع افزایش تعداد ہر موقعہ پر اپنا کام کرتے رہتے ہیں -

اسی طرح میں اپنے سلسلۂ غور و فکر میں منہمک ' قدم بڑھاتے آگے بڑھتا گیا - یہاں تک کہ میں ایک دوسری منزل تک پہنچا - میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اچھا ' بعض کیوں مرجاتے ہیں اور بعض کیوں زندہ رہتے ہیں ؟

کیا صرف موانع افزایش و ترقی نسل ہی کی وجہ سے ؟

لیکن وہ تو ہر وقت موجود نہیں ' اور پھر یہ بھی ہے کہ ایک ہی وقت میں زندگی اور موت ' دونوں برابر کام کرتے رہتے ہیں ؟

کیا ایسا تو نہیں کہ زندگی و موت بھی کسی باقاعدہ اصول انتخاب کے ماتحت ہیں اور اچھے چن لیے جاتے ہیں اور ناقص دور دی کرکے پھینک دیا جاتا ہے ؟

معاً یہ برق حقیقت میرے دماغ میں بجلی کی طرح کوندی کہ قدرت جو کچھہ کرتی ہے ' نسل اور اجسام کی ترقی و افزایش ہی کیلیے کرتی ہے ' وہ کوئی ایسا قانون وضع نہیں کر سکتی جن سے موانع افزایش نسل اسباب فراہم ہوں -

البتہ وہ نسل حیوانی کو بڑھانے کیلیے اور اسکی طاقت اور قواء نشو کی صحت و سلامتی کیلیے ' ایک اصول انتخاب نافذ کر چکی ہے تاکہ ہر نسل میں ادنی مر جائیں اور صرف اعلی و اصلح ہی زندہ رہیں -

جو صحیح و صالح ہوگا ' وہی زندہ رہیگا - جو ضعف و نقص سے غیر صالح ہے ' اسکو ضائع ہی ہو جانا چاہیے تاکہ نسل اور حیات کی صحت و ترقی کو نقصان نہ پہنچاے -

اگر فطرۃ ایسا کر رہی ہے ' تو یہ ترقی و افزایش کو روکنا نہیں ہے ' بلکہ عین اسی افزایش و ترقی کی حفاظت ہے

جراح سڑے گلے ہوے عضو کو جسم سے الگ کر دیتا ہے - یہ جسم کا ایک شدید نقصان ہے - لیکن یسا نقصان ہے کہ اگر یہ نقصان نہو تو پورے جسم کے نقصان سے ہمیں دو چار ہونا پڑے -

اس نظریہ کے کشف و حصول نے میری آنکھیں کھولدیں ' میں جو ابسے پہلے اپنے تمام مشاہدات حیوانیہ میں صرف سوال تھا - اب دیکھنے لگا تو ہر طرف میرے سامنے جواب و تشفی کی صدائیں موجود تھیں !

ایک مرتب سلسلہ میرے سامنے تھا جس کا مواد اگرچہ عام معلومات میں سے تھا ' لیکن نتائج بالکل نئے تھے !

دنیا میں تغیرات پیدا کرنے والی مختلف چیزیں ہیں - زمین اور اسکے اثرات ہیں ' سمندر اور اسکی موجیں ہیں - غذا اور اسکے انواع و اقسام ہیں ' موسم اور اسکے عجیب و غریب سرعت کے ساتھہ کام کرنے والے ثمرات ہیں - جب یہ تمام تغیرات طاری ہوے جیسا کہ ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں ' تو مختلف انواع حیات میں بھی وہ تبدیلیاں ہوئیں جو تغیر شدہ حالات کے قبول کرنے کیلیے ضروری ہیں - پھر چونکہ محیط (۱) کے تغیرات ہمیشہ سست رفتار ہوتے ہیں - انکی مثال گھڑی کی بڑی سوئی کی سی ہوتی ہے جسکے رفتار کو امتداد وقت کے بعد معلوم کرسکتے ہیں مگر دیکھہ نہیں سکتے ' اسلیے ضرور ہے کہ ہر نسل حیوانی ان تغیرات سے متاثر ہونے کیلیے بہت وقت لیتی ہوگی جو قانون " بقاء اصلح " کے نفاذ میں موثر ہیں -

تغیرات کی اس بطی السیر حالت سے قدرت پورا کام لے رہی ہے - اس طرح نظام حیوانی کے ہر حصے میں ٹھیک اسی طرح ترمیم و تخفیف ہو جاتی ہوگی جس طرح کی اسے مطلوب ہے - اور جن میں ترمیم نہوتی ہوگی ' وہ اثناء ترمیم ہی میں مرجاتے ہونگے - اور اگر یہ سچ ہے تو بجاے " ہونگے " کے " ہو جاتے ہیں " کہنا چاہیے -

اسمیں یہ حکمت بھی مضمر ہے کہ اس طریق حفظ و ضیاع سے انواع جدیدہ میں ہر ایک نوع کے محدود خصائل ' اور دیگر انواع سے امتیازات ' واضح اور نمایاں ہو جاتے ہیں -

اسکے بعد میں نے اپنے تمام مطالعۂ حیوانات و اجسام حیہ میں اسی قانون " بقاء اصلح " کی عینک آنکھوں پر چڑھا لی - اب میری مرئیات بالکل صاف اور غیر مشتبہ تھیں "

مراسلات

مسئلۂ مصر

میرا پہلا مضمون دربارہ مسئلہ مصر (مندرجہ الہلال نمبر ۶ جلد - ۳) اگرچہ قوم کی دلچسپی کا باعث نہوا اور ابتک کسی ہم آہنگ نے اپنی صدا بلند نہ کی ' لیکن اس خیال سے کہ ہندوستان سے اسکا کوئی خاص تعلق نہیں اور نیز زہ افکار و حوادث جو گذشتہ دنوں میں پیش آے ' قوم کو ایسے مسئلوں کے طرف توجہ دلانے کے لیے قدرتاً مانع تھے ' میں دل گرفتہ نہیں ہوں اور سمجھتا ہوں کہ مسلمانان ہند ضرور مسئلۂ مصر سے دلچسپی لیں گے -

مصر و شام اسلامی تاریخ میں ہمیشہ ساتھہ ساتھہ رہے اور انشا اللہ ہم اپنی آنکھوں سے پھر مصر و شام کو ساتھہ دیکھینگے - مصر کیونکر جدا ہوا ؟ ایک البانی سپاہی کی شوریدہ سری سے - مصر کی یہ حالت کیوں ہوئی ؟ اسکی اولاد کی نا قابلیت اور فضول خرچیوں سے - لیکن کیا ان دو غلطیوں کی تلافی ممکن نہیں ؟ مصر کا تعلق کیا اب دولت عثمانیہ سے نہیں ہے ؟ کیا انگریزوں نے واقعی اسے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے ' اور اپنی قومی شرافت کے خلاف کیا وہ ایک ذلیل ترین دغا بازی کے مرتکب ہونگے ؟ میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے - ہم میں سے بعضوں کو یہ ایک وہم ہے کہ انگریز مصر کے مالک بنے بیٹھے ہیں - لیکن اگر نظر تحقیق سے دیکھا جاے تو انگریزوں کی حیثیت ابتک بالکل ایک مشیر کی سی ہے - کوئی معاہدہ ' کوئی فتح ' کوئی انصاف ' اور خود انکا کوئی قول مصر پر قابض ہونے کے حقوق نہیں دلاتا - لیکن جو لا پروائی حکومت عثمانیہ نے اس بارے میں دکھلائی ہے اور وہ آزردہ کرنے والے خیالات جن سے مصر خود اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد جدا بنانا چاہتا ہے ' البتہ انگریزوں کے لیے ایک انگریزی مصر کی تیاری کا ہمیں خوف دلاتے ہیں - میں نے خود اکثر مصریوں اور ترکوں کے اقوال پڑھے ہیں جنمیں خوشامد اور خوف کے ساتھہ اس امر کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ ہندوستان و مصر انگریزی حکومت میں نہایت خوش و خرم ہیں -

ہندوستان ضرور ہوگا - لیکن مصر کے متعلق تو ایسی راے رکھنا برٹش گورنمنٹ کے کونسل جنرل مصر کو گورنر جنرل مصر بنا دینا ہے -

مصر کے متعلق جو کچھہ میں پہلے لکھہ چکا ہوں ' اسکا دہرانا یہاں ضروری نہیں سمجھتا - میں اس مضمون میں صرف وہ پہلو دکھانا چاہتا ہوں جس کی رو سے مصر کا ترکی حکومت سے ملنا بلا کسی دقت کے ہوسکتا ہے -

انگریزوں کے مصر کے متعلق کیا خیالات ہیں ؟ لارڈ کرومر اور لارڈ پامرسٹون کے الفاظ میں بیان کرنا چاہتا ہوں جو کہتے ہیں :

" انگلستان کی یہ خواہش نہیں کہ وہ مصر پر قبضہ رکھے لیکن انگریزی فوائد کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ یہ ملک کسی دوسری یورپین طاقت کے قبضے میں بھی نہ آجاے - انگریزی پالیسی مصر میں ہمیشہ اسی اصول کی پابند رہی - سنہ ۱۸۵۷ میں نپولین ثالث شاہنشاہ فرانس نے انگریزی حکومت کے آگے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ شمالی افریقہ منقسم ہوکر مراکو فرانس کے قبضے میں آیا ہے - تیونس روڈینا کے ماتحت ' اور مصر انگریزوں کے ماتحت - تو اسپر لارڈ پامرسٹون نے اپنے خیالات کا اظہار لارڈ کلیرنڈون کے خط میں بدیں الفاظ کیا تھا : " ہماری بالکل خواہش نہیں کہ مصر انگریزی مقبوضات میں داخل ہو - گو اسمیں شک نہیں کہ دنیا کے اکثر حصے فرانس اور انگلستان کے ماتحت رہکر بہتر اقتصادی حالت حاصل کرسکتے ہیں ' مگر انگلستان کی جو خواہش مصر کے بارے میں ہے ' وہ یہ ہے کہ مصر ترکی حکومت میں شامل رہے ' تاکہ کسی دوسری یورپین طاقت کو مصر پر قبضہ پانے کا خیال نہ ہونے پاے - ہماری صرف یہی خواہش ہے کہ مصر میں ہماری تجارت کو ترقی ہو - وہاں ہمارے سفر میں آسانیاں پیدا ہوں - لیکن ہم اس بوجھہ کو اٹھانا گوارا نہیں کرسکتے جو مصر کو اپنے حصے میں لانے اور اسپر حکومت کرنے میں پوشیدہ ہے - غیر ممالک کی ترقی صرف اپنے تجارتی اثر ہی سے کرنا چاہیے - ہمکو فتوحات کے جہاد صلیبی سے بچنا چاہیئے تاکہ ہم مہذب ممالک میں بد نام نہ ہوں " (ماڈرن ایجپٹ مصنفۂ لارڈ کرومر)

اگر لارڈ پامرسٹون کی حیثیت وزیر انگلستان کی سی ہے اور انکی آواز کو ہم انگریزی حکومت کی آواز کہہ سکتے ہیں " تو مصر کے طرف سے ہمکو نا امید نہونا چاہیے - یہی قول مسٹر گلیڈاسٹون و دیگر وزارے انگلستان کا تھا - البتہ جو بات سب سے زیادہ نا امید کرنیوالی ہے ' وہ ترکونکا خود اپنا رویہ ہے - میری دعا ہے کہ انکی موجودہ کمزوری سے انگریز فائدہ نہ اٹھاویں ' اور اپنے اقوال کی سچائی کو نظر انداز کرکے ترکونکو مجبور نکریں کہ کسی ایسے معاہدہ پر دستخط کردیں ' جسکی رو سے مصر کا حال بھی قبرس کا سا ہو جاے - ترکونکو اپنی قوت حاصل کرنیکا موقع دو ' جسمیں خود انگلستان ہی کا فائدہ ہے اور پھر مصر انکے حوالہ کردو - ہماری قوم ذمہ دار رہیگی کہ تمہارا ہندوستان غیروں کے حملوں اور اندرونی بغاوتوں سے محفوظ رہے -
س - م - ا -

خطوط جہنم سے

اصل مصنف ان خطوں کا ایک جرمن فاضل ہے - جس نے قلم سے جہنم کے ایسے حیرت انگیز اور پر تاثیر نقشے کھینچے کہ یورپ کی تمام زبانوں نے اسے اپنی آغوش میں جگہ دی -

یورپ کے بعض اعلے تعلیم یافتہ نے مجھے اس ترجمے کی داد دی اور ہندوستان کے بعض مشہور انشا پردازوں نے اس پر صاد کیا - بہر ضورت کتاب قابل ملاحظہ ہے -

کل خطوط تیس ہیں جو سلسلہ وار شایع ہو رہے ہیں - پورے مجموعے کی قیمت معہ محصول ڈاک مبلغ ۴ - روپیہ - ۱ - آنہ ہے - ہر خط کی جدا گانہ قیمت ۲ - آنہ - محصول ڈاک کا اس کے علاوہ ہے -
شرف الدین احمد
محلہ کہاری کنراں - رام پور اسٹیٹ - یو - پی

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.